ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوّت
ملتان

7 جولائی ۲۰۱۵ء — رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ

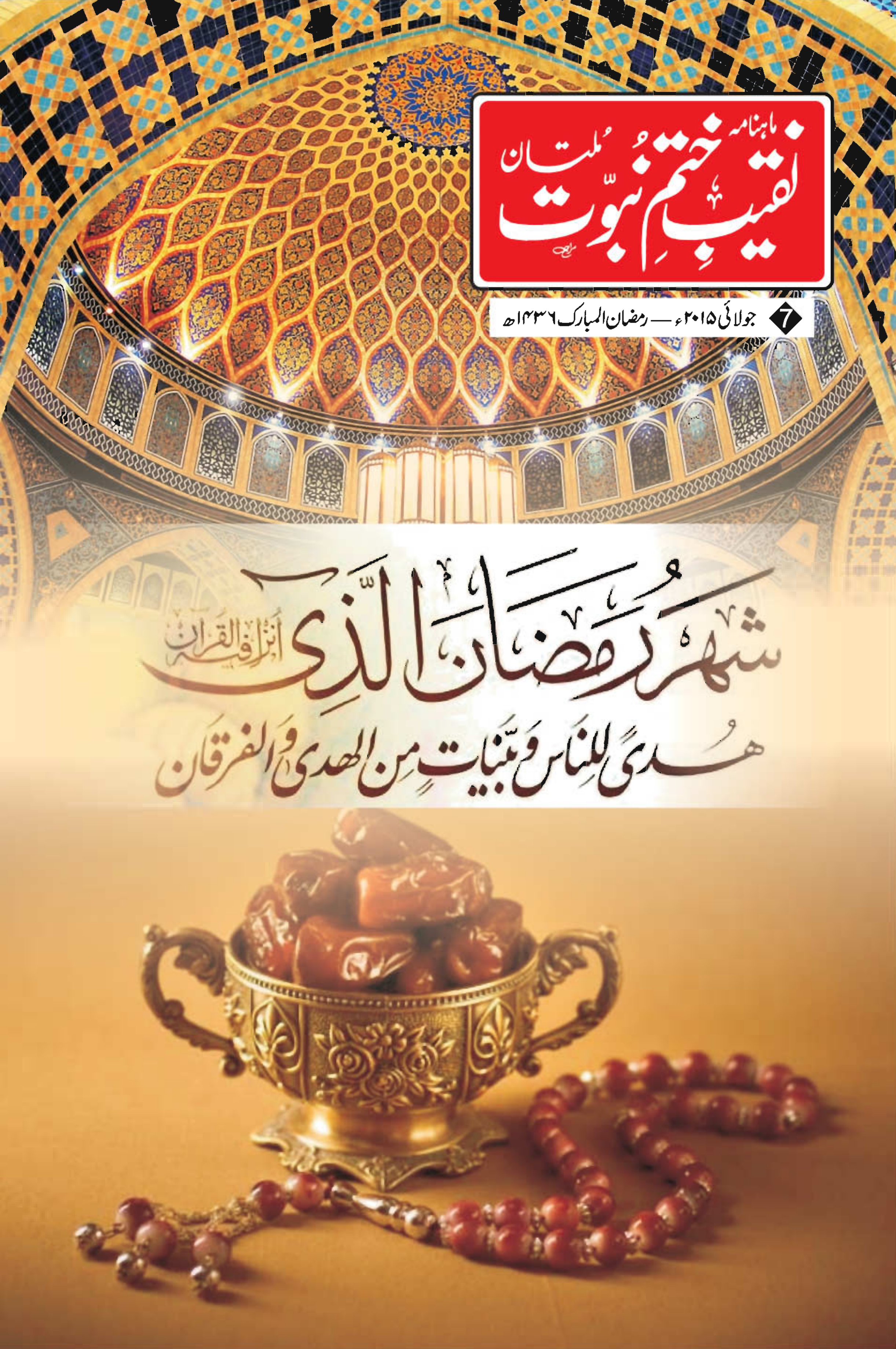

مجلس احرارِ اسلام

چیچہ وطنی کے زیرِ اہتمام

چوتھے مرکزِ احرار

رحمٰن سٹی اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر جاری ہے، 25 مرلے رقبہ پر مسجد، مدرسہ، دفتر، ختمِ نبوت اکیڈمی اور ڈسپنسری تعمیر کی جائے گی، بنیادوں کا کام مکمّل ہو چکا ہے کُل لاگت کا ابتدائی تخمینہ تقریباً ایک کروڑ روپے ہے نقد یا تعمیراتی سامان دونوں شکلوں میں جملہ اہلِ خیر سے تعاون کی درخواست ہے!

نوٹ: پختہ تعمیر سے پہلے عارضی کمرہ بنا کر 27/ جون 2014ء سے نماز جمعۃ المبارک پانچ وقت نماز اور ناظرہ قرآن پاک کی تعلیم کا آغاز کر دیا گیا ہے۔

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 3-1306 | نیشنل بنک آف پاکستان

برانچ کوڈ نمبر: 0760 | جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

اکاؤنٹ ٹائٹل: دار العلوم ختمِ نبوت بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی

ترسیل زر و رابطہ: عبداللطیف خالد چیمہ (مدیر مراکزِ احرار چیچہ وطنی)

دفتر دار العلوم ختمِ نبوت، جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

منجانب: تحریک تحفظِ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی

040-5482253

0300-6939453

ماہنامہ
نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

جلد 26 شمارہ 7 رمضان 1436ھ — جولائی 2015ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن...

...اکیڈمی لائبریری
6-7-15
K-30 ... ماڈل ٹاؤن ...

دل کی بات:	وطن کی فکر کر ناداں!	سید محمد کفیل بخاری	2
شذرات:	انڈونیشیا میں قادیانی ناکام ونامراد	عبداللطیف خالد چیمہ	3
	شدت پسندی اور اسلام		
	زید حامد کی مبینہ گرفتاری		
	مشکلیں اتنی پڑیں کہ آساں ہو گئیں !		
افکار:	پاکستان کی دستور سازی کی تاریخ کا ایک اہم باب	مولانا زاہد الراشدی	6
دین و دانش:	روزے کے آداب و حقیقت	امام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ	19
//	قیامت کے دن ہر انسان اپنے امام کے ساتھ ہوگا (قسط: اول)	حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	22
//	سیدۂ عالم	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	26
//	امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ	پروفیسر محمد حمزہ نعیم	28
//	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں	حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ	30
//	قدحِ مروان رضی اللہ عنہ میں وارد روایات کا تجزیہ (قسط: اول)	پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی	32
//	کریڈٹ کارڈ۔ تعارف اور فقہی جائزہ (آخری قسط)	مفتی عارف محمود	42
ادبیات:	بارگاہِ رسالت مآب ﷺ	آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ	49
//	تقابلِ ادیان (اسلام و قادیانیت)	محمد فیاض عادل فاروقی	50
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط: ۴۸)	پروفیسر خالد شبیر احمد	51
مطالعہ:	حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی	حافظ عبید اللہ	56
قادیانیت:	چند غلط فہمیوں اور تلبیسات کا ازالہ (قسط: ۵)		
رپورٹ:	سالانہ ختم نبوت کورس (ملتان)	ابو معاویہ تنویر الحسن احرار	61

فیضانِ نظر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری، ابن امیر شریعت، دامت برکاتہم

مدیر مسئول

سید محمد کفیل بخاری

kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر

عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد

مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق

قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس

سید صبیح الحسن ہمدانی

sabeeh.hamdani@gmail.com

سید عطاء المنان بخاری

atabukhari@gmail.com

تزئین

محمد نعمان سنجرانی

nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن منیجر

محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ

اندرون ملک ——— -/200 روپے

بیرون ملک ——— -/4000 روپے

فی شمارہ ——— -/20 روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت

بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100

بینک کوڈ 0278 یو بی ایل، ایم اے جناح روڈ چوک ملتان

رابطہ

دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

061-4511961

www.ahrar.org.pk

www.alakhir.com

majlisahrar@hotmail.com

majlisahrar@yahoo.com

تحریک تحفظ ختم نبوت شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات　　　　　　　　　　　　سید محمد کفیل بخاری

وطن کی فکر کرنا داں!

وطنِ عزیز پاکستان کے لیے کوئی بھی ناگزیر نہیں، البتہ قوم کے لیے وطن ناگزیر ہے، ملک کے لیے آئین اور قیامِ ملک کے مقاصد سب سے اہم ہوتے ہیں، آئین اور نظریہ باقی ہے تو ملک باقی ہے اور ملک باقی ہے تو قوم باقی ہے۔ لیکن یہاں تو گنگا ہی الٹی بہہ رہی ہے، وطنِ عزیز کو جی بھر کے لوٹنے والے، قوم پر ظلم وستم کرنے والے اور ملک میں قتل و غارت گری، دہشت گردی اور بے دینی کا بازار گرم کرنے والے سیکولر شدت پسند اپنے وجود کو ملک کے لیے ناگزیر قرار دے رہے ہیں۔ سابق صدر، پیپلز پارٹی کے شریک چیئرمین مسٹر آصف علی زرداری نے کہا کہ:

''ہمیں تنگ کیا گیا تو اینٹ سے اینٹ بجادیں گے''

متحدہ قومی موومنٹ کے سربراہ الطاف حسین نے کہا کہ:

''ایم کیو ایم کو ختم کرنا پاکستان کا خاتمہ ہے''

آصف زرداری اپنے دورِ حکومت میں کس شہرت کے حامل تھے اور اب کس درجے پر ہیں؟ الطاف حسین نے اپنی جماعت متحدہ قومی موومنٹ سے کیا کام لیا؟ حکومتی ادارے ان معاملات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ ۲۴؍ جون ۲۰۱۵ء کو بی بی سی کی نشری رپورٹ میں بتایا گیا کہ متحدہ قومی موومنٹ بھارت سے امداد لیتی ہے اور اس کے کارکنوں نے بھارتی کیمپوں میں گولہ بارود اور ہتھیاروں کے استعمال کی تربیت حاصل کی ہے۔ اُدھر لندن میں الطاف حسین کے خلاف منی لانڈرنگ کے ایک مقدمہ میں تحقیقات ہو رہی ہیں۔

اینٹ سے اینٹ بجا دینے کی دھمکی دینے والے سورما دانت بجا کر دبئی سدھارے اور اب دوستوں سے پوچھ رہے ہیں ''دھکا کس نے دیا تھا'' جبکہ خاکم بدہن ملک کے خاتمے کی باتیں کرنے والے کو ملک میں رہنا بھی نصیب نہیں۔ ادھر عدالتِ عظمیٰ سے نااہل ہونے والے سابق وزیر اعظم سید یوسف رضا گیلانی کے گھر سے ترک صدر طیب اردوان کی اہلیہ کا وہ قیمتی ہار برآمد ہوا ہے جو انھوں نے سیلاب زدگان کی امداد کے لیے عطیہ دیا تھا۔ کس ڈھٹائی سے یہ لوگ نہ صرف ملک میں رہ رہے ہیں بلکہ قوم کی رہنمائی کا دعویٰ بھی ساتھ رکھتے ہیں، کوئی حد ہوتی ہے۔ اگر قیامِ ملک کے مقاصد کو نظر انداز نہ کیا جاتا، آئین پر صحیح معنوں میں عمل ہوتا اور قانون کا دوہرا معیار نہ ہوتا تو ملکی سیاست میں ایسے لوگوں کی کوئی گنجائش باقی نہ رہتی۔ آئین کی پاسداری اور اس پر عملدرآمد قیامِ پاکستان کے مقاصد کی نگہبانی اور حفاظت، ملک کے لیے ناگزیر ہے۔ سڑکیں، موٹر وے، میٹرو بس، یقیناً ملکی مفاد کے منصوبے ہیں لیکن اگر ملک کی نظریاتی اساس اور شناخت کا تحفظ ہی نہ ہو تو یہ منصوبے کس کام کے؟ آئین کے ہوتے ہوئے اس پر عمل نہ ہو، قیامِ ملک کے نظریہ و مقصد کا تحفظ نہ ہو تو ملک میں امن قائم نہیں رہ سکتا۔ ایسے حالات میں حکمرانوں کی ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے، وطن کی فکر کرنا داں!

عبداللطیف خالد چیمہ *　　　شذرات

انڈونیشیا میں قادیانی ناکام ونامراد

عقیدۂ ختمِ نبوّت کی پرامن جدوجہد کی حامل تنظیموں کے لیے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اچھی خبروں کے تناسب میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ حال ہی میں انڈونیشیا میں قادیانیوں کی ایک عبادت گاہ کو اس لیے سرکار نے سیل کردیا کہ قادیانی، مرزا غلام قادیانی کو (معاذ اللہ) نبی قرار دیتے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کا ٹائٹل استعمال کر کے وہاں کی بے خبر آبادی کو دھوکہ دیتے تھے۔ انڈونیشیا کی مسلم تنظیم ''اسلامک ڈیفینڈر فورم'' نے قانون کے مطابق سرکاری انتظامیہ کو حقیقتِ حال سے پوری طرح آگاہ کیا، جس پر پولیس وہاں پہنچی اور قادیانی عبادت گاہ کو تالا لگا دیا گیا۔ قادیانی جماعت نے اس پر واویلا کیا اور انسانی حقوق کی خلاف ورزی کا سہارا لیا، جسے انڈونیشیا کے سرکاری اور متعلقہ حکام نے مسترد کردیا اور وارننگ دی کہ اگر آئندہ قادیانی اس قسم کی حرکتوں سے باز نہ آئے تو وہاں کے قانون کے مطابق مزید کارروائی کی جائے گی۔ ہم انڈونیشیا کے حکام کی بروقت کارروائی اور مسلم بیداری کا خیر مقدم کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ دھیرے دھیرے یہ جدوجہد پوری دنیا کا احاطہ کرلے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت قادیانی فتنے کو بے نقاب کرنے کے لیے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر ذہن سازی اور لابنگ کے علاوہ میڈیا کے محاذ پر کام کی ضرورت پہلے سے بھی بڑھ گئی ہے۔ اور سیاسی ومعاشرتی دائروں میں قادیانی دھوکے اور رسوخ کے خاتمے کے لیے مزید مثبت اقدام کی ضرورت ہے۔

شدت پسندی اور اسلام:

اسلام اور مسلمانوں کو شدت پسندی کے نام پر جس طرح بدنام کیا جارہا ہے اور ''مولوی اور مدرسے'' کا نام لے کر اسلام اور اسلامی عقائد بارے جو کچھ کہا جارہا ہے اُس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں! ہاں اپنی مرضی کے ''مولانا صاحبان'' اور اپنے ہی تیار کردہ شدت پسندوں کے ذریعے کفر واستبداد جو کچھ کہلوانا چاہتا ہے، کہلوا رہا ہے۔ یہ اُن کی چال ہے یا پھر ایسا کرنے والے مفادات کے بندے ہیں۔ ایسے میں فرانس کے وزیر اعظم کا ایک بیان پیرس سے اے ایف پی کی ڈیٹ لائن سے چھپا ہے، لیجیے آپ بھی پڑھیے اور سر دھنیے!

پیرس (اے ایف پی) فرانسیسی وزیر اعظم مانوئل والس نے پیر کے روز پیرس میں ایک کانفرنس سے اپنے افتتاحی خطاب میں کہا نہ تو نفرت اور انتہا پسندی اسلام ہیں اور نہ ہی اسلام اور شدت پسندی کے مابین کوئی باہمی ربط پایا جاتا ہے۔ اے ایف پی کے مطابق فرانس کی بہت بڑی مسلم برادری کے ساتھ معاشرے کے باقی ماندہ حصوں کے تعلقات میں بہتری کے موضوع پر منعقدہ ایک کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مانوئل والس نے کہا کہ نفرت بھری تقریریں، اسرائیل کے لیے نفرت کے پیچھے کارفرما سامی دشمنی، وہ شدت پسندی جو ہمارے علاقوں میں مساجد کے خود ساختہ امام پھیلا رہے ہیں اور وہ دہشت گردی جس کی ہماری جیلوں میں ترویج کی جارہی ہے، ہمیں یہ کہنا پڑے گا کہ یہ سب کچھ اصلی اسلام نہیں ہے۔ مانوئل والس نے جس کانفرنس کا افتتاح کیا، اُس میں فرانسیسی مسلمانوں

*سیکرٹری جنرل مجلس احرار اسلام پاکستان

کے 120 سے لے کر 150 تک اعلیٰ نمائندوں کے علاوہ کئی اعلیٰ سرکاری اور حکومتی شخصیات نے بھی حصہ لیا۔ اس اجتماع کو اس میں ہونے والے مباحثے کے باعث ایک فورم کا نام دیا گیا ہے۔ (روزنامہ جنگ، لاہور، 16/ جون 2015ء)

زید حامد کی مبینہ گرفتاری:

تقریباً دو ہفتے قبل پاکستان کے خود ساختہ دفاعی تجزیہ نگار اور یوسف کذاب کے خلیفۂ خاص زید حامد کو مبینہ طور پر مکہ مکرمہ میں اُن کے ہوٹل سے گرفتار کر لیا گیا۔ اطلاعات میں یہ کہا جا رہا ہے کہ موصوف ٹوئٹر پر یہ اعلان کر کے سعودی عرب گئے تھے کہ میں ایک ”اہم مشن“ پر جا رہا ہوں۔ اپنی اہلیہ طیبہ خانم اور اپنے مواصلاتی آلات کے ہمراہ مکہ مکرمہ پہنچے، اُن کے ایک مریدِ خاص نے خفیہ طور پر اُن کے لیے ایک خصوصی پروگرام کا اہتمام کیا، جس میں موصوف نے اپنی عادت کے مطابق بڑھکیں ماریں اور مذہب کی من پسند تشریح و تعبیر کی۔ جس پر وہاں موجود ایک شخص نے فون کر کے سعودی حکام کو آگاہ کیا، جس پر انھوں نے فوری طور پر زید حامد کو حراست میں لے لیا، بعد ازاں چھاپہ مار کر ہوٹل کے کمرے سے اُن کا لیپ ٹاپ، آئی فون اور دیگر میڈیائی آلات قبضے میں لے لیے گئے۔ زید حامد نے پہلی فرصت میں اپنے تمام سوشل میڈیا اکاؤنٹس اور ویب سائٹس سے مکمل لاتعلقی ظاہر کی، مگر اُن کے کمپیوٹر اور آئی فون کے سائنسی تجزیے نے اس معاملے میں بھی زید حامد کو جھوٹا ثابت کر دیا۔ ایک ہفتے بعد اُن کی اہلیہ کو پاکستان واپس بھیج دیا گیا ہے اور معاملہ سے آگاہ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ زید حامد کو بارہ سال قید اور ایک سو بیس کوڑوں کی سزا سنائی جا سکتی ہے۔ یاد رہے کہ یوسف کذاب کے خلیفۂ اوّل ہونے کے دعوے دار زید حامد نے پاکستانی یونیورسٹیوں میں رسائی حاصل کی، نوجوانوں کو گمراہ کیا اور اپنی خلافت کے قیام کے لیے اپنے آپ کو دفاعی حلقوں کا خود ساختہ نمائندہ ظاہر کرتا رہا۔ اُس نے 2013ء میں سوشل میڈیا پر ایک تصویر جاری کی اور اعلان کیا کہ میں نے اپنی خلافت کی کرنسی روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر جاری کر دی ہے۔ جبکہ سعودی قوانین کے مطابق وہاں اس قسم کی کسی سرگرمی یا تقریب کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ دوسری طرف دفاعی اداروں کی نمائندگی کا بھانڈا اس وقت پھوٹ گیا جب آئی ایس پی آر کی جانب سے میڈیا کو خبر جاری کی گئی کہ فورسز اور انٹیلی جنس کے تمام حلقوں سے تعلق رکھنے والوں، اہلکاروں پر زید حامد سے کسی طرح کا رابطہ رکھنے اور اُسے سننے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ یاد رہے کہ زید حامد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے رہنما اور ممتاز عالمِ دین مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ کے مقدمۂ قتل کی ایف آئی آر میں شامل ہے اور ایک عرصہ سے کفر و گمراہی پھیلا رہا تھا۔ اُس کا خصوصی ہدف پاکستان کے اعلیٰ تعلیمی ادارے اور یونیورسٹیاں تھیں، میڈیا کے ذریعے اس نے اپنے کفریہ نظریات کو بڑی ڈپلومیسی کے ساتھ آگے بڑھانے کی کوشش کی اور دانش وری کے نام پر نئی نئی موشگافیاں کرتا رہا۔ یہ فتنوں کا دور ہے اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے: ”ایک وقت ایسا آئے گا کہ فتنے تسبیح کے دانے کی طرح گریں گے اور اُمت ایک فتنے سے سنبھل نہ پائی ہو گی کہ ایک اور فتنہ آ گرے گا۔“ اللہ تعالیٰ ہمیں شرور و فتن سے محفوظ فرمائیں اور اہلِ حق کے قافلے سے جڑے رہنے کی توفیق بخشے۔ آمین

مشکلیں اتنی پڑیں کہ آساں ہو گئیں!

8/ مئی 2015ء کو مرکزِ احرار مسجد عثمانیہ چیچہ وطنی میں اجتماع جمعۃ المبارک کے موقع پر سیرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرنے پر دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ کیا درج ہوا ایک طوفان برپا کر دیا گیا۔ سرکاری اہلکاروں کی طرف سے پوچھ گچھ اور کچھ

اپنے ہی ’’کرم فرماؤں‘‘ کی ’’نوازشات‘‘............الحمدللہ ثم الحمدللہ ڈگمگانے کی بجائے ’’استقامت‘‘ کا موجب بنیں۔مقدمہ عدالت میں ہے اور ہمارا یقین ہے کہ ان شاءاللہ تعالیٰ انصاف ملے گا۔اس کے بعد دارالعلوم ختمِ نبوت چیچہ وطنی کے صدر مدرس قاری محمد قاسم (خطیب بلال مسجد) پر مقدمہ، پھر مردِ احرار، شہیدِ وفا حضرت پیر جی عبدالعلیم رائے پوری کے بھائی حضرت پیر جی قاری عبدالجلیل رائے پوری کے مدرسہ عزیز العلوم غفور ٹاؤن چیچہ وطنی کے ایک طالبِ علم کا مدرسہ کی حدود سے باہر پراسرار اور سفاکانہ قتل (اللہ کرے اصل قاتل پکڑے جائیں اور انجام کو پہونچیں) کا بوجھ مدرسہ پر ڈالنے کی کوشش ہمارے خیال میں نامناسب ہے۔ہم ماورائے قانون کارروائیوں کی مذمت کرتے ہیں اور اس قتلِ ناحق کے اصل قاتلوں کو قانون کے کٹہرے میں لانے کی مکمل حمایت بھی کرتے ہیں۔

اس دوران چیچہ وطنی میں احرار زونل آفس اور قدیم دینی درسگاہ دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد کے خلاف بغض احرار کے دائمی مریضوں کا طوفان بدتمیزی، بدعہدی اور سراپا جھوٹ وافتراء پر مبنی سراسر منفی پروپیگنڈہ جب ربع صدی پہلے کی طرح کھل کر سامنے آگیا تو اہلِ جفا نے کوئی کسر نہ چھوڑی۔ جب کہ اہلِ وفا نے دینی وفکری اور جماعتی تعلق نبھانے کا حق ادا کر دیا۔اللہ تعالیٰ شرور وفتن سے محفوظ فرماویں اور حاسدین کے حسد اور نظر بد سے بچائیں۔سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جیسے مظلوم صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آنے پر سیخ پا ہو جانے والے ’’اہلِ حق‘‘ کو اب تو دیکھ لینا چاہیے کہ پوری دنیا میں ’’معاویہ‘‘ کا نام گونج رہا ہے۔ہمارا یقین ہے کہ کسی ایک صحابی کی بھی اہانت وتوہین کرنے والا/والے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔

کس کس جگہ سے اُن کو نکالو گے ظالمو اندر معاویہ ہیں تو باہر معاویہ

جانشین امیر شریعت حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی نظریاتی وفکری تربیت کے زیر اثر صبر و استقامت کے ساتھ ہم سب کچھ سہہ گئے اور یار زندہ صحبت باقی! اللہ کو منظور ہوا تو اس پر مزید کبھی لکھیں گے۔ان شاءاللہ تعالیٰ

❄......❄......❄

HARIS 1

حارث ون

ڈاؤلینس ریفریجریٹر
اے سی سپلٹ یونٹ
کے بااختیار ڈیلر

Dawlance

061 -4573511
0333-6126856

نزد الفلاح بینک، حسین آگاہی روڈ، ملتان

مولانا زاہد الراشدی

پاکستان کی دستور سازی کی تاریخ کا ایک اہم باب

پاکستان میں دستور کی اسلامی بنیادوں کے حوالہ سے جنوری 1951ء کے دوران کراچی میں تمام مکاتب فکر کے 31 سرکردہ علماء کرام نے جمع ہوکر ''22 متفقہ دستوری نکات'' پیش کیے تھے جو کئی بار منظر عام پر آ چکے ہیں۔ اور کم و بیش تمام مکاتب فکر کی دینی و سیاسی جماعتیں ان کے ساتھ مسلسل اتفاق کا اظہار کرتی آ رہی ہیں۔ جبکہ اس کے دو سال بعد جنوری 1953ء میں انہی اکابر علماء کرام کا اجلاس دوبارہ کراچی میں ہوا تھا جو 11 جنوری سے 18 جنوری تک مسلسل جاری رہا اور اس میں تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء کرام نے مجلس دستور ساز کے تجویز کردہ بنیادی اصولوں پر تبصرہ کرتے ہوئے ان کے بارے میں متفقہ سفارشات پیش کی تھیں۔ یہ سفارشات شاید دوبارہ منظر عام پر نہیں آ سکیں۔ جبکہ اس وقت کراچی کے حافظ مجددی صاحب (مکان 4 ڈی، بلاک آئی، شمالی ناظم آباد، کراچی) نے یہ پمفلٹ کی شکل میں شائع کی تھیں اور ہمیں اس کی کاپی اسلامی نظریاتی کونسل کے سیکرٹری ڈاکٹر حافظ اکرام الحق صاحب نے فراہم کی ہے۔ یہ دستاویز پاکستان کی دستور سازی کی تاریخ میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے اور ہم اسے ڈاکٹر صاحب موصوف کے شکریہ کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں۔ (راشدی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جنوری 1951ء میں تمام اسلامی فرقوں اور گروہوں کے معتمد علیہ علماء کا جو اجتماع دستور اسلامی کے مسائل پر غور کرنے کے لیے کراچی میں منعقد ہوا تھا اس کے مرتب کردہ 22 اصول ''اسلامی مملکت کے بنیادی اصول'' کے نام سے منظر عام پر آ چکے ہیں اور بفضل خدا مسلم پبلک میں قبول عام بھی حاصل کر چکے ہیں۔ ابتداء میں یہ خیال تھا کہ کسی قریبی وقت میں دوبارہ یہ اجتماع منعقد کر کے ان اصولوں کے مطابق ایک دستور کا خاکہ بھی مرتب کر دیا جائے۔ لیکن بعد میں یہی مناسب سمجھا گیا کہ مجلس دستور ساز کی مقرر کردہ بنیادی اصولوں کی کمیٹی جب اپنی رپورٹ پیش کرے، اس وقت ہی یہ اجتماع منعقد کیا جائے اور اس رپورٹ کو مدارِ بحث بنا کر جس قسم کی اصلاحات اس میں ضروری سمجھی جائیں کر دی جائیں۔ چنانچہ 22 دسمبر 1952ء کو جب مجلس دستور ساز میں مذکورہ بالا رپورٹ پیش ہوگئی تو اس اجتماع کے دوبارہ منعقد کیے جانے کا فیصلہ کیا گیا اور اس میں شرکت کے لیے انہی اصحاب کو دعوت دی گئی جو جنوری 1951ء کے اجتماع میں مدعو تھے۔

11 جنوری 1953ء کو کراچی میں یہ اجتماع منعقد ہوا اور 18 جنوری تک 9 اجلاس مختلف اوقات میں حسب ذیل اصحاب کے زیر صدارت منعقد ہوئے۔

حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب۔ حضرت مولانا سید سلیمان صاحب ندوی۔ حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب۔ حضرت مولانا داؤد غزنوی صاحب۔ حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی۔

ان اجلاسوں میں پوری رپورٹ پر غور کیا گیا۔ اگرچہ مدارِ بحث مذکورہ بالا رپورٹ کا مستند اردو ترجمہ رہا جو حکومت پاکستان کی طرف سے شائع ہوا تھا۔ لیکن چونکہ ترجمہ میں بکثرت نقائص تھے اس لیے رپورٹ کے مصنفین کا منشاء سمجھنے کے لیے اصل انگریزی رپورٹ کو بھی پیش نظر رکھا گیا۔

اجتماع کی کارروائی میں بڑی سہولت ہو جاتی اگر مجلس دستور ساز کے قائم کیے ہوئے تعلیمات اسلامیہ بورڈ کی تجاویز بہم پہنچ جاتیں لیکن افسوس ہے کہ مجلس دستور ساز کے صدر نے اس اجتماع کو اس سے فائدہ اٹھانے کا موقع دینا پسند نہیں کیا۔

الحمدللہ اس اجتماع میں تمام فیصلے بالاتفاق کیے گئے ہیں جنہیں اطلاع عام کے لیے شائع کیا جارہا ہے۔

دستوری سفارشات پر ہر مکتبۂ خیال کے مشاہیر علماء کا متفقہ تبصرہ اور ترمیمات

باب (۲) مملکت کی پالیسی کے رہنما اصول

پیراگراف (۲) شق (۲) ضمن (الف): رپورٹ میں اس ضمن کی موجودہ عبارت سے یہ گنجائش نکلتی ہے کہ حکومت نظامِ تعلیم کو سابق انگریزی دور کی بنیادوں پر برقرار رکھتے ہوئے صرف اس امر کی کوشش کرے کہ مسلمانوں کے لیے بس قرآن مجید کی تعلیم لازم کر دے، اور مسلمانوں کو یہ بتانے کے لیے کہ کس قسم کی زندگی قرآن مجید اور سنت رسول کے مطابق ہوتی ہے دینیات کا ایک کورس مقرر کر دے۔ لیکن یہ انتظام کسی طرح بھی تعلیم اور تربیت کی ان خرابیوں کو دور کرنے کے لیے کافی نہیں ہے جو سابق ملحدانہ نظام تعلیم کے بدولت پیدا ہو رہی تھیں۔ لہٰذا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس ضمن کے موجودہ الفاظ کو حسب ذیل الفاظ سے بدل دیا جائے۔

''مسلمانوں کے لیے قرآن مجید اور اسلامیات کی تعلیم کو لازمی قرار دیا جائے اور ملک کے نظام تعلیم میں ایسی اصلاحات کی جائیں جن سے مسلمان اپنی زندگی کو قرآن مجید اور سنت رسول کے مطابق ڈھالنے کے قابل ہو سکیں۔''

پیراگراف (۲) شق (۲) ضمن (ب): اس ضمن میں رپورٹ کی موجودہ تجویز اس لحاظ سے ناقص ہے۔ ایک یہ کہ وہ صرف شراب خوری کو ممنوع کرتی ہے نہ کہ شراب فروشی، شراب سازی وغیرہ کو بھی، اور دوسرے مسکرات کے بارے میں خاموش ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ شراب، جوئے، عصمت فروشی کے انسداد کے لیے کسی مدت کا تعین نہیں کرتی جس سے اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلامی مملکت پاکستان میں یہ فواحش غیر معین مدت تک جاری رہیں گے۔ لہٰذا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ اس کی موجودہ عبارت کی جگہ یہ عبارت رکھی جائے۔

''ہر قسم کی مسکرات، جوئے اور عصمت فروشی کا تاریخِ نفاذِ دستور سے زیادہ سے زیادہ تین سال کے اندر قانون سازی کے ذریعہ مکمل انسداد کیا جائے۔''

پیراگراف (۲) شق (۴): اس شق میں رپورٹ کے مصنفین نے موجودہ قوانین ملکی کو کتاب وسنت کے مطابق تبدیل کرنے کے لیے کسی مدت کا تعین نہیں کیا ہے جس سے یہ اندیشہ لاحق ہوتا ہے کہ نفاذِ دستور سے پہلے کے خلافِ اسلام قوانین غیر معین مدت تک ملک میں نافذ رہیں گے۔ حالانکہ یہ قابل برداشت نہیں ہے۔ اس لیے ہم اس شق کو بدل کر حسب ذیل صورت میں رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔

''شق (۴) ضمن (الف): موجودہ قوانین کو پانچ سال کے اندر کتاب وسنت کے مطابق تبدیل کر دینے کا مناسب انتظام کیا جائے۔

شق (۴) ضمن (ب): قرآن پاک اور سنت کے وہ احکام جو قانونی صورت میں نافذ کیے جا سکتے ہیں ان کی تدوین وتنفیذ کے لیے مناسب کارروائی کی جائے۔ البتہ کوئی قانون جو مسلمانوں کے شخصی معاملات سے متعلق ہو، ہر فرقے کے لیے کتاب وسنت کے اس مفہوم کی روشنی میں بنایا جائے گا جو اس کے نزدیک مستند ہو اور کوئی فرقہ دوسرے

فرقے کی تعبیر کا پابند نہ ہوگا۔ نہ کوئی قانون ایسا بنایا جائے گا جس سے کسی فرقے کے مراسم وفرائضِ مذہبی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہو۔''

پیراگراف (۲) شق (۶): اس شق کی موجودہ عبارت کی بجائے ہمارے نزدیک یہ عبارت مناسب ہوگی۔

''مملکت کی کوشش ہونی چاہیے کہ بلا امتیاز مذہب وملت پاکستان کے تمام شہریوں کے لیے کھانے، کپڑے، مکان، تعلیم اور طبی امداد جیسی بنیادی ضروریات زندگی کا نظام کرے۔ خصوصاً ان کے لیے جو بیروزگاری، کمزوری، بیماری یا ایسی ہی کسی دوسری وجہ سے عارضی یا مستقل طور پر اپنی روزی کمانے کے قابل نہ ہوں۔''

پیراگراف (۲) شق (۷): اس شق میں اس امر کی وضاحت نہیں کی گئی ہے کہ مملکت کی معاشی پالیسی اسلام کے اصولِ عدل پر مبنی ہوگی۔ اس لیے موجودہ عبارت کی جگہ یہ عبارت ہونی چاہیے:

''مملکت کی معاشی پالیسی اسلام کے اصول عدل عمرانی پر مبنی ہونی چاہیے، اور بلا امتیاز مذہب، نسل یا رنگ عوام کی ہر قسم کی بہبودی کا انتظام کیا جائے، اور اس پر اس طرح عمل درآمد ہونا چاہیے کہ''

پیراگراف (۲) شق (۷) ضمن (ج): اس شق میں اگرچہ مزدوروں اور کسانوں کے حقوق کا مفہوم بہت وسیع ہے، لیکن خصوصیت کے ساتھ محنت پیشہ اور زراعت پیشہ لوگوں کے معاوضوں کا معاملہ اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ اس کا الگ ذکر کر دینا اور اس امر کی صراحت کرنا ضروری ہے کہ ملک میں اس طبقہ کے معاوضوں کا معیار کم از کم اس حد تک پر رکھا جائے گا کہ ان کی بنیادی ضروریات پوری ہو سکیں۔ لہٰذا ہماری رائے میں موجودہ عبارت کی جگہ یہ عبارت ہونی چاہیے۔

''مزدوروں اور کسانوں کے حقوق اور معاوضوں کا ایسا منصفانہ معیار مقرر کیا جائے کہ وہ اپنی بنیادی ضروریات سے محروم نہ رہیں اور ان سے ناجائز فائدہ نہ اٹھایا جا سکے۔''

پیراگراف (۲) شق (۱۰): اس شق میں رپورٹ کی موجودہ عبارت ناقص ہے اور یہ نقص خصوصیت کے ساتھ نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ لسانی تعصّبات کا ذکر نہیں کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہمارے نزدیک اس کو حسب ذیل عبارت سے بدلنا چاہیے۔

''مملکت کے لیے لازم ہونا چاہیے کہ وہ پاکستانی مسلمانوں میں سے جغرافیائی، قبائلی، نسلی اور لسانی اور اسی قسم کے دوسرے غیر اسلامی جذبات دور کرنے اور ان میں یہ جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کرے کہ وہ ملت اسلامیہ کی سالمیت، وحدت، استحکام اور اس طرز فکر کے لوازمات اور اس مقصد کو سب سے مقدم رکھیں جس کی تکمیل کے لیے پاکستان قائم ہوا۔

اضافے:

مذکورہ بالا ترمیمات کے علاوہ ہمارے نزدیک رپورٹ کے رہنما اصولوں پر حسب ذیل امور کا اضافہ بھی ضروری ہے۔

شق (۲) ضمن (و): ''اسلامی علوم وثقافت کے فروغ کا مؤثر انتظام کیا جائے۔''

شق (۷) ضمن (د): ''حکومت کے ادنیٰ واعلیٰ ملازمین کے معاوضوں کا تفاوت اعتدال پر لایا جائے۔''

مزید نئی دو شقیں (۱)

(الف)　''مملکت کے لیے اس امر کا اہتمام لازمی ہوگا کہ مسلم امیدوارانِ ملازمت اور ملازمینِ حکومت کے انتخاب، تقرر اور ترقی کے مواقع پر قابلیت اور کارکردگی اور دیگر متعلقہ عوامل کے ساتھ ساتھ اسلامی کردار اور شعائرِ اسلام کی پابندی کا مؤثر لحاظ رکھا جائے۔''

(ب) ''تمام سرکاری ملازمتوں کی ٹریننگ میں خواہ وہ فوجی ہوں یا سول، مسلمانوں کے لیے دینی و اخلاقی تعلیم و تربیت کا خاص انتظام کیا جائے تا کہ ریاستِ پاکستان کے ملازمین کا اخلاقی معیار بھی معیارِ قابلیت کی طرح بلند ہو۔''

(ج) ''مسلمان ملازمینِ حکومت کو فرائض دینی کی پابندی اور شعائر اسلام کے التزام میں پوری سہولتیں بہم پہنچائی جائیں۔''

''دہریت والحاد کی تبلیغ اور قرآن وسنت کی توہین واستہزاء کا بذریعہ قانون سازی انسداد کیا جائے۔''

باب (۳) قرآن پاک اور سنت کے خلاف قانون سازی کا سد باب

پیراگراف (۳): اس پیراگراف میں صرف سلبی حیثیت سے یہ کہہ دینا کافی نہیں ہے کہ کوئی قانون سازی قرآن اور سنت کے خلاف نہ ہوگی۔ بلکہ ایجابی طور پر اس اصولی حقیقت کو دستور میں ثبت ہونا چاہیے کہ اس ریاست میں قرآن وسنت کے احکام وہدایات ہی قانون کا اصل سرچشمہ ہوں گے۔ اس لیے موجودہ پیراگراف کے بعد اس عبارت کا اضافہ ضروری ہے۔

''اور مملکت کے قوانین کے ماخذ اساسی، چیف سورس، قرآن وسنت ہوں گے۔''

پیراگراف (۴، ۵، ۶ اور ۸): حضرت مولانا ابوالحسنات صاحب۔ حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی اور حضرت مفتی صاحبداد صاحب نے اس کی بجائے ایک دوسری تجویز پیش کی جو ضمیمے میں درج ہے۔

ان میں قرآن وسنت کے خلاف قانون سازی کی روک تھام کے لیے علماء کے ایک بورڈ کے قیام کی جو صورت پیش کی گئی ہے وہ نہ کسی لحاظ سے معقول ہے اور نہ اس طرح کی قانون سازی کو روکنے کے لیے مؤثر ہی ہوسکتی ہے۔ البتہ اس سے بہت سی نئی خرابیوں کے پیدا ہو جانے کا قوی امکان ہے۔ ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ جس طرح دوسرے قوانین کے معاملے میں حدود دستور سے متجاوز قانون سازی کی روک تھام کے لیے تعبیرِ دستور کے اختیارات سپریم کورٹ کے سپرد کیے گئے ہیں، اسی طرح پیراگراف (۳) کے معاملے کو بھی سپریم کورٹ پر ہی کیوں نہ چھوڑا جائے۔ البتہ یہ امر ضروری ہے کہ جس وقت تک ہمارے ملک میں نئے دستور کے تقاضوں کے مطابق کتاب وسنت میں بصیرت رکھنے والے فاضل جج پیدا نہ ہوں اس وقت تک کے لیے کوئی ایسا عارضی انتظام تجویز کر دیا جائے جس سے سپریم کورٹ میں پیراگراف (۳) کے منشاء کے مطابق کتاب وسنت کی صحیح تعبیر کی جا سکے۔ لہٰذا ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ پیراگراف (۴ تا ۶) کو اور ان سے تعلق رکھنے والے پیراگراف ۸ کو حذف کر دیا جائے اور ان کے بجائے حسب ذیل پیراگراف رکھا جائے۔

(۱) ''پیراگراف (۳) کے تحت مجالس قانون ساز کے بنائے ہوئے قوانین کے خلاف جو دستوری اعتراضات یا تعبیر دستور کے مسائل پیدا ہوں، ان کا فیصلہ کرنے کے لیے سپریم کورٹ میں پانچ علماء مقرر کیے جائیں گے جو سپریم کورٹ کے کسی ایسے جج کے ساتھ جسے امیر مملکت تدین وتقویٰ اور واقفیتِ علوم وقوانینِ اسلامی کے پیش نظر اس مقصد کے لیے نامزد کرے گا مل کر اس امر کا فیصلہ کریں گے کہ قانون کتاب وسنت کے مطابق ہے یا نہیں؟''

(۲) ''ان علماء کا تقرر اسی طریقے سے ہوگا جو سپریم کورٹ کے ججوں کے لیے بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی سفارشات میں تجویز کیا گیا ہے۔''

(۳) ''اس منصب کے لیے ایسے ہی علماء ہوں گے جو (الف) کسی دینی ادارے میں کم از کم دس سال تک مفتی کی

حیثیت سے کام کرتے رہے ہوں۔ یا (ب) کسی علاقے میں کم از کم دس سال تک مرجع فتویٰ رہے ہوں۔ یا (ج) کسی باقاعدہ محکمہ قضاء شرع میں کم از کم دس سال تک قاضی کی حیثیت سے کام کر چکے ہوں۔ یا (د) کسی دینی درسگاہ میں کم از کم دس سال تک تفسیر، حدیث یا فقہ کا درس دیتے رہے ہوں۔''

(۴) ''یہ انتظام پندرہ سال کے لیے ہوگا اور اگر ضرورت ہو تو رئیس مملکت اس مدت میں توسیع کر سکتا ہے۔''

(۵) ''ان عالم دین ججوں کے لیے جملہ ضوابط وہی ہوں گے جو بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی سفارشات میں دوسرے ججوں کے متعلق تجویز کیے گئے ہیں۔''

<u>پیراگراف (۷):</u> رپورٹ میں اس پیراگراف کو دیکھ کر ہمیں سخت حیرت ہوئی کہ جن لوگوں نے پیراگراف (۳) میں اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ اس مملکت میں قرآن وسنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بننا چاہیے، ان کے قلم سے یہ بات کیسے نکلی کہ اس مملکت کے مالی معاملات قرآن اور سنت کے احکام کی پابندی سے آزاد رہیں گے۔ اگر یہ ریاست خدا اور رسول کے احکام وفرامین کو بالاتر قانون تسلیم کرتی ہے جیسا کہ پیراگراف (۳) کے الفاظ سے ظاہر ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس ریاست کے مالیات خدا اور رسول کے دائرہ اثر (جورسڈکشن) سے باہر ہوں۔ ہمارے نزدیک جس طرح اسلام دنیا کے ہر معاملے میں ہمارا بہترین رہنما ہے، اسی طرح مالی معاملات میں بھی ہے۔ ہم اس کے لیے ہرگز تیار نہیں ہیں کہ ہمارے دستور کی ایک دفعہ میں مالیات کی حد تک اسلام کی رہنمائی پر صاف صاف عدم اعتماد کا اعلان کر دیا جائے۔ البتہ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ سردست کچھ مدت کے لیے ریاست کے مالی معاملات کو اسلام کے مطابق درست کرنے میں عملی مشکلات مانع ہوں گی۔ مگر اس کے لیے صرف اتنی بات کافی ہے کہ مالی مسودات قانون پر باب سوم کے احکام کا اطلاق ہونے کے لیے پانچ سال کی مدت مقرر کر دی جائے۔ لہٰذا اس باب کا پیراگراف (۷) حذف کر کے اس کی جگہ پر یہ عبارت ہونی چاہیے۔

''باب ہٰذا کے احکام کا اطلاق مالی مسودات قانون پر تاریخ نفاذ دستور سے پانچ سال کی مدت کے اختتام پر ہوگا۔''

حصہ (۲) وفاقیہ اور اس کے علاقہ جات

<u>پیراگراف (۹):</u> اس دفعہ کی شق (۱) میں مملکت کا نام صرف پاکستان تجویز کیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ کافی نہیں ہے، اس کے بجائے مملکت کا نام ''جمہوریہ اسلامیہ پاکستان'' ہونا چاہیے۔

اس نام پر یہ اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ پاکستان میں غیر مسلم اقلیتوں کی موجودگی اسے اسلامی جمہوریہ کہنے میں مانع ہے۔ آخر جب روس میں کثیر التعداد غیر اشتراکیہ کی موجودگی جمہوریہ روس کو اشتراکی جمہوریہ کہنے میں مانع نہیں ہے، تو پاکستان کے لیے غیر مسلموں کی موجودگی اسے اسلامی جمہوریہ کہنے میں مانع کیوں ہے۔ ''اسلامی جمہوریہ'' کا مفہوم صرف یہ ہے کہ یہ ایک ایسی جمہوریت ہے جو اسلام کے اصولوں پر قائم ہوئی ہے اور یہ وہ چیز ہے جس کا اظہار قرار دادِ مقاصد میں بھی کیا جا چکا ہے اور اس رپورٹ کا پیراگراف (۳) بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔

علاوہ بریں اس میں حسب ذیل اضافے بھی ہونے چاہئیں۔ شق (۱) کے بعد حسب ذیل عبارت۔

''ملک کے مختلف ولایات واقطاع مملکتِ واحدہ کے اجزا انتظامی متصور ہوں گے۔ ان کی حیثیت نسل، لسانی یا قبائلی وحدہ جات کی نہیں بلکہ محض انتظامی علاقوں کی ہوگی، جنھیں انتظامی سہولتوں کے پیش نظر مرکز کی سیادت کے تابع اختیارات سپرد کیے جائیں گے۔''

شق (۲) کے بعد حسب ذیل عبارت۔

’’ولایات مملکت کو مرکز سے علیحدگی کا حق حاصل نہ ہوگا۔‘‘

اس کے بعد موجودہ شق (۲) شق (۴) ہو جائے گی۔

حصہ (۳) باب (۱) عاملہ

<u>پیرا گراف (۲۳) شق (۲):</u> اس میں انتخابی عدالتیں مقرر کرنے کا اختیار اُن امور میں داخل کیا گیا ہے جو صدر ریاست کی صوابدید پر چھوڑے گئے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ درست نہیں ہے۔ انتخابات میں انصاف قائم کرنا اس ریاست کے وجود کے لیے غایت درجہ اہمیت رکھتا ہے۔ اور انصاف کے تمام دوسرے شعبوں کی طرح یہ شعبہ بھی انتظامیہ کی مداخلت سے آزاد اور عدلیہ کے دائرہ عمل میں ہونا چاہیے۔ لہٰذا اس پیرا گراف کی شق (۲) سے ’’اور انتخابی عدالتوں‘‘ کے الفاظ حذف کر دینے چاہئیں۔ اس کی متبادل تجویز ہم حصہ دوازدھم (۱۲) در باب انتخابات میں پیش کریں گے۔

<u>پیرا گراف (۲۸) شق (۲و۳):</u> ان دونوں شقوں میں اس امر کا امکان رکھا گیا ہے کہ ایسے اشخاص وزیر اعظم اور وزیر بن سکیں جو مجالس قانون میں منتخب ہو کر نہ آئے ہوں یا انتخاب میں ناکام ہوئے ہوں اور پھر اقتدار کی کرسی پر چھ مہینے تک فائز رہنے کے بعد انتخاب جیتنے کی کوشش کریں۔ یہ چیز نہایت قابل اعتراض اور نقصان دہ بھی ہے۔ کسی شخص کو وزارت کی کرسی پر بٹھا کر پھر انتخاب جیتنے کا موقع دینا حکومت کی انتظامی مشینری کو اور رائے دہندوں کو سخت اخلاقی انحطاط میں مبتلا کرنے کا موجب ہوگا۔ لہٰذا اس دروازہ کو قطعی بند ہونا چاہیے اور یہ دونوں شقیں حذف کی جانی چاہئیں۔

اس غلطی کا اعادہ پیرا گراف (۸۹) شق (۲) میں بھی کیا گیا ہے جہاں ولایات (یونٹس) میں غیر منتخب لوگوں کے وزیر اعلیٰ اور وزیر بن جانے اور پھر انتخاب جیتنے کے امکانات رکھے گئے ہیں۔ لہٰذا پیرا گراف (۸۹) شق (۲) کو بھی حذف کیا جانا چاہیے۔

باب (۲) وفاقی مقنّنہ

اس باب میں ایوانِ ولایات (ہاؤس آف یونٹس) اور ایوانِ جمہور (ہاؤس آف دی پیپل) کی ترکیب و تشکیل جس طرح کی گئی ہے اس میں متعدد امور ایسے ہیں جو اس مجلس کے نزدیک سخت قابل اعتراض ہیں اور ان میں بڑی بے اصولی بھی پائی جاتی ہے۔ مگر چونکہ اس وقت مختلف صوبوں کے سیاسی رہنماؤں کے درمیان ان امور میں گفت و شنید ہو رہی ہے اور ہم اس میں خلل ڈالنا پسند نہیں کرتے اس لیے ان کے بارے میں ہم سرِ دست اپنی رائے محفوظ رکھتے ہیں۔

<u>پیرا گراف (۴۰) شق (۱):</u> اس میں ایوانِ ولایت کی نشست پر کرنے کے لیے کسی شخص کے نااہل ہونے کے جو چار وجوہ بیان کیے گئے ہیں ان میں مسلم ارکان کے لیے پانچویں وجہ کا بھی اضافہ ہونا چاہیے جس کے الفاظ یہ ہوں:

’’فرائضِ اسلام کا پابند اور فواحش سے مجتنب نہ ہو۔‘‘

اس وجہ کا اضافہ پیرا گراف (۴۷) در باب ایوانِ جمہور اور پیرا گراف (۱۰۱) در باب مجالسِ مقننۂ ولایات میں بھی ہونا چاہیے۔

<u>پیرا گراف (۴۰) شق (۱) ضمن (۴):</u> اس ضمن کی موجودہ عبارت قابل اعتراض ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ایوانِ ولایات کا ہر رکن لازماً اس ولایت کا باشندہ ہونا چاہیے کہ جس سے وہ منتخب ہو کر آئے۔ یہ پاکستانیوں کے درمیان صوبائی تعصّبات کو مستقل طور پر قائم رکھنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہوگا۔ لہٰذا ہم تجویز کرتے ہیں کہ اس عبارت کو بدل کر یوں کر دیا جائے۔

''مملکت کے کسی حصہ کی فہرست رائے دہندگان میں اس کا نام درج ہو۔''

اس غلطی کا اعادہ پیراگراف (۴۷) شق (۴) میں بھی کیا گیا ہے اور اس کی بھی مذکورہ بالا طریقے پر اصلاح ہونی چاہیے۔

پیراگراف (۴۲) ضمن (۵): اس میں ہر اس شخص کو ایوانِ ولایات کی رکنیت کے لیے نا اہل قرار دیا گیا ہے جسے کسی عدالت مجاز نے کسی جرم کے ارتکاب پر دو سال یا اس سے زیادہ کی سزا دی ہو۔ یہ ''کسی جرم'' کا لفظ بہت وسیع ہے، اس کی زد میں وہ لوگ بھی آجاتے ہیں جنہیں سیاسی اسباب کی بناء پر سزا دی گئی ہو۔ اس کی بجائے ہم تجویز کرتے ہیں کہ اس شق میں کسی دوسرے جرم کے الفاظ حذف کر کے ''کسی اخلاقی جرم'' کے الفاظ رکھے جائیں۔

یہی اصلاح پیراگراف (۴۸) شق (۵) اور پیراگراف (۱۰۲) شق (۵) میں بھی ہونی چاہیے۔

پیراگراف (۴۲) شق (ز): اس شق میں ایوانِ ولایات کی رکنیت کے لیے ہر اس شخص کو نا اہل قرار دیا گیا ہے جو سرکاری ملازمت سے ''بداطواری'' کی بنا پر برخاست کیا گیا ہو۔ یہ بداطواری بھی بہت وسیع مفہوم رکھتی ہے اور اس کی زد میں ایسے لوگ بھی آجاتے ہیں جن کو کسی وقت کسی پارٹی کی حکومت سیاسی اسباب سے برخاست کر دے۔ درآں حالیکہ وہ کسی اخلاقی خرابی میں مبتلا نہ پائے گئے ہوں۔ لہٰذا اس شق میں ''بداطواری'' کے بعد ''جو اخلاقی جرم کی نوعیت کی ہو'' کا اضافہ ہونا چاہیے۔

یہی اصلاح پیراگراف (۴۸) شق (ز) اور پیراگراف (۱۰۲) شق (ز) میں بھی ہونی چاہیے۔

پیراگراف (۵۰) شق (د): اس میں ہر اس شخص کو رائے دہندگی کے حق سے محروم کیا گیا ہے، جس نے کسی عدالت مجاز سے ''کسی جرم'' کے ارتکاب پر دو سال یا اس سے زیادہ کی سزا پائی ہو۔ اس پر بھی ہم کو وہی اعتراض ہے جو پیراگراف (۴۲) شق (۵) کے سلسلہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔ لہٰذا ''کسی جرم'' کے بعد ''جو اخلاقی نوعیت کا ہو'' کے الفاظ کا اضافہ ہونا چاہیے۔ یہی اصلاح پیراگراف (۱۰۶) شق (د) میں بھی ہونی چاہیے۔

پیراگراف (۶۶) شق (ا): اس میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ مقنّنہ کے ہر رکن کے لیے پاکستان کی وفاداری کا حلف اٹھانا لازم ہوگا۔ یہ بالکل مناسب ہے لیکن اس کے ساتھ ہر رکن مقنّنہ کو یہ حلف بھی اٹھانا چاہیے کہ وہ مقنّنہ کی کارروائیوں میں اپنا ووٹ دیانتداری کے ساتھ دے گا۔ لہٰذا اس شق میں ''وہ پاکستان کی وفاداری کا حلف اٹھائے'' کے بعد ان الفاظ کا اضافہ ہونا چاہیے۔

''نیز اس امر کا حلف اٹھائے کہ وہ اپنا ووٹ دیانتداری کے ساتھ استعمال کرے گا۔ اس فقرے کا اضافہ پیراگراف (۱۱۸) شق (ا) میں بھی ہونا چاہیے۔

حصہ در (۱۰)　در باب عدلیہ

عدلیہ کے باب میں کسی مقام پر حسب ذیل دو دفعات کا اضافہ ضروری ہے۔

(ا) ''عدلیہ کے ہر اہل منصب کے تقرر و ترقی میں تقرر کرنے والے کے پیش نظر من جملہ دیگر عوامل، متعلقہ کے تقویٰ و تدین اور اصلی ماخذ کے ذریعہ علوم و قوانین اسلامی سے واقفیت بھی مؤثر عوامل اور وجہ ترجیح کی حیثیت رکھیں گے۔''

یہ اس لیے ضروری ہے کہ اسلام انتظامیہ اور مقنّنہ کے ارکان سے بھی بڑھ کر عدالت ہائے انصاف کے احکام کے تدین و تقویٰ کو اہمیت دیتا ہے۔ اور جبکہ اس مملکت میں یہ اصول تسلیم کر لیا گیا ہے کہ یہاں کے قوانین اسلام کے اصول و احکام پر

مبنی ہوں گے۔ تو یہ نہایت ضروری ہے کہ اس کے حکام عدالت قوانینِ اسلامی سے واقف ہوں۔

(۲) ''مقنّنہ یا انتظامیہ کوٹر بیونلز (خاص عدالتیں) مقرر کرنے کے اختیارات نہ ہوں گے۔''

یہ اس لیے ضروری ہے کہ کسی خاص مقدمہ کے لیے یا خاص نوعیت کے مقدمات کے لیے انتظامیہ کا اپنی اغراض اور مصلحتوں کی بنا پر خود یا مقنّنہ کے ذریعہ سے خاص عدالتیں قائم کرنا اوران کے اختیارات دادرسی پر من مانی حدود و قیود عائد کرنا قطعاً خلاف انصاف ہے۔ اوراس اختیار کو جس بے جا طریقے سے استعمال کیا جاتا رہا ہے اس کی نہایت بری مثالیں دیکھی جا چکی ہیں۔ اس لیے خاص عدالتیں مقرر کرنے کے طریقے کو از روئے دستور بند ہونا چاہیے اور ہر قسم کے مقدمات ملک کی عام عدالتوں ہی کی طرف رجوع کیے جانے چاہئیں۔

حصہ (۱۰)　باب (۱)　عدالت عظمیٰ

<u>پیراگراف (۱۸۲):</u> اس میں سپریم کورٹ کو اس اختیار سے محروم کیا گیا ہے کہ وہ مسلح افواج سے متعلق کسی عدالت یا ٹربیونل کے صادر کیے ہوئے کسی حکم کے خلاف اپیل کرنے کی اجازت دے۔ ہمارے نزدیک یہ قید غیر منصفانہ ہے جبکہ ہمارے دستور میں سپریم کورٹ کو آخری عدالت انصاف قرار دیا جائے گا تو کوئی وجہ نہیں کہ ملک کے کسی شخص کو خواہ وہ فوجی ہو، سولین یا عام شہری، انصاف حاصل کرنے کے لیے اس کا دروازہ کھٹکھٹانے کا موقع نہ دیا جائے۔ اگر فوجی عدالتوں میں کسی شخص کو بے انصافی کی شکایت ہو تو آخر کیوں وہ ملک کی آخری عدالت انصاف سے اپیل نہ کر سکے۔ لہٰذا پیراگراف (۱۸۲) کی حسب ذیل عبارت حذف کی جانی چاہیے۔

<u>پیراگراف (۱۸۷):</u> اس پیراگراف میں سپریم کورٹ کے اس اختیار کو کہ وہ انصاف کی غرض کے لیے کوئی شہادت یا دستاویز طلب کر سکے، وفاقی مقنّنہ کے بنائے ہوئے قوانین سے محدود کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر مقنّنہ کوئی ایسا قانون بنادے جس میں کسی خاص قسم کی شہادتیں یا دستاویزیں طلب کرنا ممنوع ہو تو سپریم کورٹ انہیں طلب نہ کر سکے گا۔ خواہ انصاف کے لیے اس کا طلب کرنا کتنا ہی ضروری ہو۔ یہ بات اسلامی اصول عدل کے قطعاً خلاف ہے۔ اسلام کی رو سے جس شہادت کے بغیر انصاف نہ کیا جا سکتا ہو وہ جس کے پاس بھی ہو عدالت اس کو طلب کرنے کا حق رکھتی ہے، اوراس شخص کے لیے کتمان حق جائز نہیں۔ لہٰذا اس پیراگراف سے یہ الفاظ حذف کر دیے جائیں۔

''بحفظ احکام موضوعہ مقنّنہ وفاقی''

نیز پیراگراف کے اختتام پر حسب ذیل عبارت کا اضافہ کیا جائے۔

''البتہ عاملہ کو حق ہونا چاہیے کہ اگر اس کے نزدیک کسی شہادت یا دستاویز کا افشا مملکت کے تحفظ واستحکام کے منافی ہو تو وہ عدالت سے استدعا کر سکتی ہے کہ اس کے اخفا کا خاطر خواہ انتظام کیا جائے۔''

باب (۲)　عدالت ہائے عالیہ

<u>پیراگراف (۲۰۵) شق (۲):</u> اس پیراگراف میں ہائی کورٹ کے اختیارات پر یہ پابندی عائد کی گئی ہے کہ وہ اپنے ماتحت کسی عدالت کے ایسے فیصلوں پر اعتراض کر سکے جن کی اپیل یا نگرانی کسی اور طریقہ سے ہائی کورٹ میں نہ ہو سکتی ہو۔ ہمارے نزدیک یہ پابندی ولایات کی بلند ترین عدالت کو انصاف کے تقاضے پورے کرنے سے روکتی ہے۔ ہائی کورٹ کو تو اس امر کے پورے اختیارات حاصل ہونے چاہئیں کہ جب کبھی اس کے علم میں کوئی ایسا معاملہ آئے جس میں اس کی

ماتحت عدالتیں انصاف کرنے سے قاصر رہی ہوں، وہ اس کا نوٹس لے اور انصاف بہم پہنچانے کی کوشش کرے۔ لہٰذا اس پیراگراف کی یہ شق پوری کی پوری حذف کی جانی چاہیے۔

حصہ (۱۱)   باب ملازمین و ماموریۂ ملازمت سرکاری

<u>پیراگراف (۲۲۲) شق (۱):</u> اس شق میں یہ کہا گیا ہے کہ وفاقی مقنّنہ میں امیرِ مملکت کی اجازت کے بغیر اور ولایت (یونٹس) کی مجالس مقنّنہ میں حاکمان ولایات کی اجازت کے بغیر کوئی ایسا مسودہ قانون نہیں پیش کیا جا سکتا جو اُن تحفظات کو منسوخ یا محدود کرتا ہو جو دفعہ ۱۹۷ ضابطۂ فوجداری اور دفعات ۸۰ تا ۸۲ ضابطہ دیوانی میں سرکاری ملازمین کو دیے گئے ہیں۔ ہمارے نزدیک یہ شق سخت قابل اعتراض ہے۔ اگر ریاست پاکستان کے ملازمین، امیرِ مملکت اور حاکمان ولایت کے ملازم نہیں بلکہ پاکستان کی پبلک کے ملازم ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ پبلک کے نمائندے اس کے ملازموں کے حقوق و اختیارات اور امتیازات میں تغیر و تبدل کرنے کے لیے کوئی مسودہ قانون پیش کرنے میں امیرِ مملکت اور حاکمان ولایات کی اجازت کے محتاج ہوں۔ آزاد پاکستان میں تو دفعہ ۱۹۷ فوجداری اور دفعات ۸۰ تا ۸۲ ضابطہ دیوانی جیسی صریح غیر منصفانہ دفعات کا کتاب آئین پر موجود رہنا ہی شرمناک ہے۔ کجا کہ دستور میں ان دفعات کو بچانے کے لیے یہ پابندی عائد کر دی جائے کہ ان میں ترمیم اور تنسیخ کرنے کے لیے کوئی مسودۂ قانون نہ پیش کیا جا سکے جب تک کہ امیرِ مملکت اور حاکمان ولایات اس کی اجازت نہ دیں۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ اس پیراگراف کی یہ شق حذف کی جائے۔

حصہ (۱۲)   درباب انتخابات

اس باب میں کسی مقام پر حسب ذیل عبارات کا بصورت پیراگراف اضافہ ہونا ضروری ہے۔

(الف) ''امیرِ مملکت، حاکمانِ ولایات اور عمالِ حکومت کے لیے یہ ممنوع ہونا چاہیے کہ وہ انتخابات میں کسی شخص یا پارٹی کے خلاف یا موافق رائے عامہ کو متاثر کرنے کی کوشش کرے۔''

(ب) ''مرکزی اور صوبائی وزیر اعظم، وزراء مملکتی، وزراء اور نائب وزراء، اور پارلیمنٹری سیکرٹری کے لیے ممنوع ہونا چاہیے کہ وہ کسی شخص یا پارٹی کے موافق یا خلاف سرکاری اثرات اور وسائل کے ذریعے رائے عامہ کو متاثر کرنے کی کوشش کریں۔''

(ج) ''مرکزی مقنّنہ اور ولایات کی مجالسِ مقنّنہ میں ہر نشست جو خالی ہوگئی ہو، زیادہ سے زیادہ چار ماہ کے اندر اندر بذریعہ ضمنی انتخاب پر کرنی ضروری ہوگی۔''

<u>پیراگراف (۲۳۴) شق (۲):</u> اس میں انتخابی کمیشن کے ''ارکان کا تقرر بھی چیف کمشنر کے تقرر کی طرح محض امیر مملکت کی صوابدید پر موقوف کر دیا گیا ہے۔''

جہاں تک چیف کمشنر کا تعلق ہے اس کے تقرر کے معاملے میں تو اس کے سوا چارہ نہیں ہے کہ وہ امیرِ مملکت ہی کی صوابدید پر ہو۔ لیکن انتخابات کی آزادی کے لیے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ پورا الیکشن کمیشن محض امیرِ مملکت ہی کا ساختہ پرداختہ نہ ہو۔ لہٰذا ہم تجویز کرتے ہیں کہ اس شق کے الفاظ ''اور چیف کمشنر انتخابات سے'' لے کر ''اپنی صوابدید پر مقرر کرے گا'' تک حذف کر دیے جائیں اور ان کی جگہ یہ عبارت رکھی جائے۔

''اور امیرِ مملکت چیف کمشنر انتخابات کو اپنی صوابدید پر اور دوسرے انتخابی کمشنروں کو چیف کمشنر انتخابات کی سفارش پر ایسے قانون کے (دو تین الفاظ مٹے ہوئے ہیں) کرے گا جو وفاقی مقنّنہ اس بارے میں وضع کرے۔''

نیز (دو تین الفاظ مٹے ہوئے ہیں) اداروں کو محفوظ کرنے کے لیے پیرا گراف (۲۳۴) شق (۲) میں یہ اضافہ ہونا چاہیے۔
''چیف الیکشن کمشنر کا تقرر مستقل ہونا چاہیے، اس کے سپرد مرکز اور ولایات میں نہ صرف عام انتخابات کا انتظام ہوگا بلکہ وقتاً فوقتاً خالی ہونے والی نشستوں کے لیے ضمنی انتخابات کا انتظام بھی ہوگا۔ نیز انتخابات کے لیے رائے دہندگان کی فہرستوں کو ہر وقت تیار رکھنا بھی اس کا فرض ہوگا۔ چیف الیکشن کمشنر کا مرتبہ سپریم کورٹ کے ججوں کے مماثل ہوگا اور اس پر بھی وہ پابندیاں عائد کی جائیں جو پیرا گراف (۲۲۷) شق (۲) و (۳) میں پبلک سروس کمیشن کے صدر پر عائد ہوتی ہیں۔
''چیف الیکشن کمشنر وہی شخص مقرر کیا جائے گا جو کم از کم تین سال کسی ہائی کورٹ میں جج رہ چکا ہو۔''

پیرا گراف (۲۳۹) شق (۲): اس شق میں انتخابی عدالتیں مقرر کرنے کا اختیار مرکز میں امیر مملکت اور ولایات میں حاکمان ولایات کو دیا گیا ہے۔ لیکن جیسا کہ حصہ (۳) کے پیرا گراف (۲۳) میں ہم کہہ چکے ہیں، یہ چیز انتخابات کی آزادی کے لیے مضر ہے۔ لہٰذا اس شق کی موجودہ عبارت کی بجائے یہ عبارت ہونی چاہیے۔
''انتخابی عدالتیں مقرر کرنے کا اختیار مرکز میں سپریم کورٹ اور ولایات میں ہائی کورٹ کو ہونا چاہیے۔''

ضمیمہ اول

فہرست اول: اس فہرست میں حسب ذیل مضامین کا اضافہ کیا جائے۔
(۱) ''مملکت کے رہنما اصول کے مطابق تعلیمی پالیسی کا تعین، توافق اور رہنمائی اور علمی و تعلیمی اداروں کا قیام۔''
(۲) ''رہنما اصول کے مطابق مملکت کی بنیادی آئیڈیالوجی اور نصب العین کا تحفظ۔''

فہرست اول و سوم: ان دونوں فہرستوں میں نمبر (۳) اپنی موجودہ صورت میں سخت قابل اعتراض ہے۔ احتیاطی نظر بندی کے اختیارات اب تک جس طریقے سے استعمال کیے جاتے رہے ہیں وہ سیفٹی ایکٹ اور اس قسم کے دوسرے قوانین کی شکل میں ظاہر ہوئے ہیں۔ اور یہ قوانین نہ صرف شریعت کے خلاف ہیں بلکہ عقلِ عام اور انصاف کے عالمگیر تصورات کے بھی خلاف ہیں۔ حتیٰ کہ خود وہ لوگ جنھیں آج ان اختیارات پر اصرار ہے اپنی بے اختیاری کے زمانے میں دوسروں پر شدت کے ساتھ یہ اعتراض کرتے تھے کہ وہ ان کے خلاف سیفٹی ایکٹ ایک جیسے قوانین استعمال کر رہے ہیں۔ لہٰذا ہمارے نزدیک یہ ضروری ہے کہ ان دونوں فہرستوں کے نمبر (۳) میں ''احتیاطی نظر بندی'' کے بعد حسب ذیل عبارت کا اضافہ کیا جائے۔
''بشرطیکہ جس شخص کو اس غرض کے لیے بند کیا جائے اسے پندرہ دن کے اندر اندر عدالت کے سامنے پیش کیا جا سکے اور اس کو صفائی کا پورا موقعہ دیا جائے، اور مدت نظر بندی کی تعین کا اختیار عدالت کو حاصل ہوگا۔''

ضمیمہ دوم *

اس ضمیمہ میں مسلم نشستوں کے عنوان کے کالم میں پنجاب کے بالمقابل ۸۸ کی جگہ ۸۷ کا عدد درج کیا جائے۔ اور ایک نئے کالم کا اضافہ کیا جائے جس کا عنوان ''قادیانیوں کے لیے مخصوص نشستیں'' ہو۔ اس کالم میں پنجاب کے بالمقابل ایک کا عدد درج کیا جائے۔ نیز ضمیمہ دوم کی تشریحات میں حسب ذیل پانچویں دفعہ کا اضافہ کیا جائے۔

* ضمیمہ دوم ہی دراصل وہ تیئسواں نکتہ ہے جو مجلس احرار اسلام کی درخواست پر اُس وقت کے نمائندہ علماء کرام نے متفقہ طور پر منظور کیا، جسے تاریخ کے اوراق میں گم کرنے کی شعوری یا غیر شعوری کوشش ہوئی۔ تاریخ کے ریکارڈ خصوصاً سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم کی ''قادیانی مسئلہ'' کے ابتدائی ایڈیشنوں کی اس بابت تحریر، یادگارِ اسلاف حضرت مولانا مجاہد الحسینی کی براہِ راست شہادت اور ضمیمۂ دوم کی تحریر کا مفہوم بالکل ملتا جلتا ہے۔ ہم مولانا راشدی صاحب کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے تاریخ کے اوراق میں تیئسویں نکتے کو اس طرح نقل کر کے دیانت داری کا حق ادا کر دیا ہے۔

”پنجاب میں قادیانیوں کی ایک نشست پر کرنے کے لیے پاکستان کے دیگر علاقوں کے قادیانی بھی ووٹ دینے اور مذکورہ نشست پر رکن منتخب ہوسکنے کے مستحق ہوں گے۔“

قادیانی کی تشریح یوں کی جائے۔

”قادیانی سے مراد وہ شخص ہوگا جو مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا مذہبی پیشوا مانتا ہو۔“

یہ ایک نہایت ضروری ترمیم ہے جسے ہم پورے اصرار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ ملک کے دستور سازوں کے لیے یہ بات کسی طرح موزوں نہیں ہے کہ وہ اپنے ملک کے حالات اور مخصوص اجتماعی مسائل سے بے پرواہ ہوکر محض اپنے ذاتی نظریات کی بناء پر دستور بنائیں۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ملک کے جن علاقوں میں قادیانیوں کی بڑی تعداد مسلمانوں کے ساتھ ملی جلی آباد ہے وہاں اس قادیانی مسئلہ نے کس قدر نازک صورت حال پیدا کر دی ہے۔ ان کو پچھلے دور کے بیرونی حکمرانوں کی طرح نہ ہونا چاہیے جنھوں نے ہندو مسلم مسئلہ کی نزاکت کو اس وقت تک محسوس کر کے ہی نہ دیا جب تک متحدہ ہندوستان کا گوشہ گوشہ دونوں قوموں کے فسادات سے خون آلود نہ ہوگیا۔

جو دستور ساز حضرات خود اس ملک کے رہنے والے ہیں ان کی یہ غلطی بڑی افسوس ناک ہوگی کہ وہ جب پاکستان میں قادیانی مسلم تصادم کو آگ کی طرح بھڑکتے ہوئے نہ دیکھ لیں اس وقت تک انہیں اس بات کا یقین نہ آئے کہ یہاں ایک قادیانی مسلم مسئلہ بھی موجود ہے جسے حل کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ اس مسئلہ کو جس چیز نے نزاکت کی آخری حد تک پہنچا دیا ہے وہ یہ ہے کہ قادیانی ایک طرف مسلمان بن کر مسلمانوں میں گھستے بھی ہیں اور دوسری طرف عقائد عبادات اور اجتماعی شیرازہ بندی میں مسلمانوں سے نہ صرف الگ بلکہ ان کے خلاف صف آراء بھی ہیں، اور مذہبی طور پر تمام مسلمانوں کو علانیہ کافر قرار دیتے ہیں۔ اس خرابی کا علاج آج بھی یہی ہے اور پہلے بھی یہی تھا (جیسا کہ علامہ اقبال مرحوم نے اب سے بیس برس پہلے فرمایا تھا) کہ قادیانیوں کو (تین چار الفاظ مٹے ہوئے ہیں) الگ ایک اقلیت قرار دے دیا جائے۔ *

علاوہ بریں بنیادی حقوق کی جو رپورٹ 1950ء میں پیش کی گئی تھی اور بسرعت منظور بھی کر لی گئی تھی اس کے پیراگراف (۳) کا یہ حصہ بھی حذف ہونا چاہیے۔

”ماسوا اس صورت کے جب کہ ریاست کی سلامتی کو کوئی بیرونی یا اندرونی خطرہ لاحق ہو یا کوئی نازک ہنگامی حالت رونما ہو جائے۔“

مذکورہ بالا رپورٹ میں یہ استثنائی فقرہ ہبیس کارپس کے حق کو بعض سورتوں میں معطل کر دیتا ہے درآں حالیکہ اسلامی شریعت کسی حالت میں بھی اس امر کی اجازت نہیں دیتی کہ کسی مسلم یا ذمی شہری کو ملک کی سب سے اونچی عدالت انصاف کے پاس حبس -- کے خلاف دادرسی کے لیے جانے کے حق سے محروم کر دیا جائے۔

* مٹے ہوئے الفاظ یہ ہیں: کہ قادیانی مرزائی جو مرزا غلام احمد کو اپنا روحانی پیشوا مانتے ہیں، اُن کو ایک جداگانہ اقلیت قرار دے کر اسمبلی میں ان کے لیے ایک نشست مخصوص کر دی جائے اور دوسرے علاقوں کے مرزائیوں کو اِس نشست کے لیے کھڑے ہونے اور ووٹ دینے کا حق دیا جائے۔ (بحوالہ ۲۳ نکات، مرتبہ مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ، صفحہ: ۸۔) ادارہ

اسمائے گرامی حضرات شرکائے مجلس

(۱) حضرت العلامہ مولانا سید سلیمان ندوی۔ صدر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام وصدر تعلیمات اسلامی بورڈ دستور ساز اسمبلی پاکستان۔

(۲) حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب۔ نائب صدر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام ومہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور۔

(۳) حضرت مولانا سید ابوالحسنات محمد احمد صاحب۔ صدر مرکزی جمعیۃ علماء پاکستان۔

(۴) حضرت مولانا داؤد غزنوی۔ صدر جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان۔

(۵) حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب۔ نائب صدر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام۔

(۶) حضرت مولانا احمد علی صاحب۔ امیر انجمن خدام الدین لاہور۔

(۷) حضرت مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی۔ امیر جماعت اسلامی پاکستان۔

(۸) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب۔ نائب صدر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام ورکن تعلیمات اسلامی بورڈ دستور ساز اسمبلی پاکستان، وسرپرست دارالعلوم کراچی۔

(۹) حضرت مولانا شمش الحق صاحب افغانی۔ وزیر معارف ریاست قلات۔

(۱۰) حضرت مولانا عبدالحامد صاحب بدایونی۔ صدر جمعیۃ علماء پاکستان سندھ۔

(۱۱) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی۔ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور۔

(۱۲) حضرت مولانا خیر محمد صاحب۔ مہتمم مدرسہ خیر المدارس ملتان۔

(۱۳) حضرت مولانا حاجی محمد امین صاحب۔ خلیفہ حاجی ترنگ زئی پشاور (سرحد)

(۱۴) حضرت مولانا اطہر علی صاحب۔ صدر جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان۔

(۱۵) حضرت مولانا ابوجعفر محمد صالح صاحب۔ (پیر سرسینہ شریف) نائب صدر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام وامیر جمعیۃ حزب اللہ مشرقی پاکستان۔

(۱۶) حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب۔ ناظم جمعیۃ اہل حدیث پاکستان۔

(۱۷) حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب۔ جامعہ دینیہ دارالہدیٰ ٹھیڑھی، خیر پور میرس سندھ۔

(۱۸) حضرت مولانا محمد صادق صاحب۔ مہتمم مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی۔

(۱۹) حضرت مولانا شمس الحق صاحب فرید پوری۔ پرنسپل جامعہ قرآنیہ ڈھاکہ۔

(۲۰) حضرت مولانا مفتی محمد صاحبداد صاحب۔ کراچی

(۲۱) حضرت مولانا پیر محمد ہاشم جان صاحب مجددی سرہندی۔ ٹنڈو سائن داد حیدر آباد۔

(۲۲) حضرت مولانا راغب احسن صاحب ایم اے۔ نائب صدر جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان۔

(۲۳) حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب۔ نائب صدر جمعیۃ المدرسین سرسینہ شریف مشرقی پاکستان۔

(۲۴) حضرت مولانا حافظ کفایت حسین صاحب۔ مجتہد ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ پاکستان۔

(۲۵) حضرت مولانا مفتی جعفر حسین صاحب مجتہد رکن تعلیمات اسلامی بورڈ دستور ساز اسمبلی پاکستان۔

(۲۶) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری۔ شیخ التفسیر دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈوالہ یار سندھ۔

(۲۷) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری۔ صدر مجلس احرار اسلام پنجاب۔

(۲۸) حضرت مولانا امین الحسنات صاحب پیر مانکی شریف۔ نائب صدر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام۔

(۲۹) جناب قاضی عبدالصمد صاحب سربازی۔ قاضی قلات بلوچستان۔

(۳۰) جناب مولانا احتشام الحق صاحب۔ مہتمم دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ۔ خطیب جامعہ مسجد جیکب لائن کراچی۔

(۳۱) جناب مولانا ظفر احمد صاحب انصاری۔ سیکرٹری تعلیمات اسلامی بورڈ دستور ساز اسمبلی پاکستان۔

(۳۲) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی۔ نائب صدر مرکزی جمعیۃ علماء اسلام وصدر جمعیۃ اہل حدیث پاکستان*

(۳۳) جناب مولانا دین محمد صاحب۔ نائب صدر جمعیۃ علماء اسلام مشرقی پاکستان*

نوٹ: اس اجتماع میں حضرت مولانا حماد اللہ صاحب بوجہ علالت، حضرت مولانا بدر عالم صاحب بوجہ ہجرت مدینہ منورہ، اور پروفیسر مولانا عبدالخالق صاحب رکن تعلیمات اسلامی بورڈ دستور ساز اسمبلی پاکستان بعض نجی مصروفیات کے باعث شرکت نہ فرما سکے۔

ضمیمہ

ہمارے نزدیک دفعہ نمبر (۴) کے الفاظ حسب ذیل ہوں۔

''ایسی صورت میں جب کہ مجلس مقننہ میں کتاب وسنت کی تعبیر وتعریف پر اعتراض ہو تو ضروری ہوگا کہ یہ سوال ماہرین قوانین اسلامی (علماء پاکستان) کے بورڈ کے پاس بھیجا جائے۔ یہ بورڈ اپنا جو فیصلہ صادر کرے مجلس مقننہ اس کی پابند ہوگی۔''

اسی طرح دفعہ نمبر (۵) کی شق نمبر (ا) میں تشکیل بورڈ کے متعلق ہماری ترمیم یہ ہے کہ

''حکومت پاکستان علماء کی ان مذہبی جماعتوں سے جو مرکزی اور صوبہ جاتی حیثیت سے قیام پاکستان کے بعد سے کام کر رہی ہیں، اور جن کا نظام اس وقت تک باقاعدہ قائم ہے، ان سے علماء پاکستان کے نام طلب کرے اور امیر مملکت ان کا اعلان کردے۔

ماہرین قوانین اسلامی سے مراد علماء دین ہی ہوں تو انہیں ایسا باوقار و با اختیار ہونا چاہیے کہ ان کا فیصلہ ناطق ہو۔ ہمیں علماء کے اجتماع کی اس تجویز سے کہ کتاب وسنت کی تعبیر کا فیصلہ کرنے کے لیے ''سپریم کورٹ'' کے ساتھ علماء منسلک ہوں، بحالت موجودہ اختلاف ہے۔ اس لیے علماء کا محض کتاب وسنت کی تعبیر ومعانی بتانے کے لیے ''سپریم کورٹ'' کے ججوں کے ساتھ منسلک ہونا بے کار و بے معنی ہے۔ البتہ مسلمانوں کے اہم مسائل دینی کے تصفیہ کے لیے اگر علماء بحیثیت جج یعنی ''قاضی'' مقرر کیے جائیں (جن کی ضرورت نزاکت حالات کے باعث لازمی ہے) تو موزوں ہوسکتا ہے۔''

مولانا ابوالحسنات قادری۔ مولانا محمد عبدالحامد القادری البدایونی۔ مفتی محمد صاحب داد۔

* مؤخر الذکر دونوں حضرات نے بعد میں دستخط کیے۔ یعنی یہ حضرات شروع اجتماع میں شریک نہیں تھے۔ بحوالہ: ۲۳ نکات، مرتبہ مولانا سید ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ (ادارہ)

امام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ

روزے کے آداب وحقیقت

حقیقی روزے کے لیے، جو اعضا کو گناہوں سے روکتا ہے چھ آداب ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔

ا۔ نگاہ کا روزہ:

پہلا ادب یہ ہے کہ نظر نیچی رکھو۔ جن چیزوں کی طرف نگاہ ڈالنا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے، ان کی طرف نگاہ کو نہ جانے دو۔ جن چیزوں کو دیکھنے سے دل بھٹکتا ہو اور اللہ کی یاد سے غفلت طاری ہوتی ہو، ان کو نہ دیکھو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نظر ڈالنا (ایسی چیزوں پر جن سے اللہ نے روکا ہے) شیطان کے تیروں میں ایک زہر میں بجھا ہوا تیر ہے۔ جو کوئی اللہ کے خوف سے نگاہ بد سے رک جائے، اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایمان کی حلاوت کا مزا عطا کرے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پانچ چیزیں ایسی ہیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم اور شہوت کی نظر۔

۲۔ زبان کا روزہ:

دوسرا ادب یہ ہے کہ زبان سے بے ہودہ بات نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو، غیبت نہ کرو، چغلی نہ کھاؤ، فحش گفتگو نہ کرو، ظلم کی بات نہ کرو، جھگڑا نہ کرو، بات نہ کاٹو۔ زبان کا روزہ یہ ہے کہ خاموش رہے، اِن گناہوں سے بچے اور اسے اللہ کی یاد اور تلاوت قرآن میں مشغول رکھے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ غیبت سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مجاہد نے کہا کہ دو چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے: غیبت اور جھوٹ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، روزہ ڈھال ہے (گناہوں سے بچاؤ کے لیے)۔ تم میں سے کوئی روزے سے ہو تو نہ فحش بکے، نہ بدکلامی اور فضول گوئی کرے، نہ چیخے چلائے، اور اگر کوئی گالی دے یا لڑنے پر اتر آئے تو کہہ دے کہ میں روزے سے ہوں۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا۔ دن گزرنے کے ساتھ بھوک اور پیاس کی شدت سے ان کی حالت خراب ہوگئی۔ انھوں نے اس آدمی کو ایک پیالہ دیا، اور ارشاد فرمایا کہ ان دونوں سے کہنا کہ جو کچھ تم نے کھایا ہے اس پیالے میں قے کردو۔ ایک عورت نے قے کی تو آدھا پیالہ تازہ گوشت اور خون سے بھر گیا، دوسری نے قے کی تو پیالہ پورا بھر گیا۔ لوگوں کو بہت تعجب ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں نے اس غذا سے تو روزہ رکھا جو اللہ نے حلال کی ہے، اور جو چیز اس نے حرام کی ہے اسے کھاتی رہیں۔ ایک دوسرے کے پاس بیٹھیں تو دونوں نے لوگوں کی غیبت شروع کردی۔ دونوں نے لوگوں کا جو گوشت کھایا وہی گوشت پیالے میں ہے۔

۳۔کان کا روزہ:

تیسرا ادب یہ ہے کہ کانوں کو بری بات سننے سے روکو۔ اس لیے کہ جن باتوں کا زبان سے نکلنا حرام ہے، ان کا سننا بھی حرام ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کانوں سے جھوٹ سننے والوں اور حرام کا مال کھانے والوں کا ذکر ساتھ ساتھ فرمایا ہے۔ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ (المائدہ:۴۲)، یہ کان لگا کر جھوٹ سننے والے، اور حرام کا مال کھانے والے۔ اسی طرح اس نے یہ بھی ارشاد فرمایا، لَوْ لَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ (المائدہ:۶۳)، کیوں ان کے علما اور مشائخ انھیں گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے نہیں روکتے۔

غیبت سننا اور خاموش رہنا بھی حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر تو تم بھی انھی کی طرح ہوئے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔

۴۔اعضا کا روزہ:

چوتھا ادب یہ ہے کہ ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضاء کو گناہوں سے روکو، اور افطار کے وقت ایسے کھانے سے بچو جس کے بارے میں حرام ہونے کا شبہ بھی ہو۔ اگر دن بھر وہ کھانا بھی نہ کھاؤ جو حلال ہے اور افطار حرام کھانے سے کرو تو کیا روزہ ہوا؟ ایسے روزہ دار کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص محل تعمیر کرے مگر پورے شہر کو منہدم کردے۔ اگر ضرورت سے زیادہ کھایا جائے تو حلال کھانا بھی روح کے لیے مضر ہوتا ہے۔ اسی لیے روزہ کھانا کم کرنے کی تربیت کرتا ہے۔ وہ بہت بے وقوف ہوگا جو دوا تو زیادہ نہ کھائے کہ ضرر سے بچے لیکن زہر کھالے۔ حرام کھانا زہر ہے جو دین کو برباد کرتا ہے۔ حلال کھانا ایک دوا کی طرح ہے جس کا کم کھانا مفید ہے اور زیادہ کھانا مضر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کتنے ہی روزہ دار ایسے ہیں جنھیں اپنے روزے سے بھوک اور پیاس کے سوا کچھ نہیں ملتا۔‘‘ بعض کہتے ہیں یہ وہ روزہ دار ہے جو حرام کھانے سے روزہ افطار کرے۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص مراد ہے جو روزے کے دوران طعام حلال سے تو رکا ہے، لیکن لوگوں کا گوشت کھاتا رہے۔ یعنی غیبت کرتا رہے جو حرام ہے۔ اور بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ وہ شخص ہے جو اپنے اعضا کو گناہ سے نہ بچائے۔

۵۔رزق حلال:

پانچواں ادب یہ ہے کہ افطار کے وقت حلال کھانا بھی کم ہی کھاؤ۔ اتنا نہ کھاؤ کہ پیٹ پھول جائے۔ اس لیے کہ اللہ کے نزدیک حلق تک بھرے ہوئے پیٹ سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی بھر جانے والی چیز نہیں، اگرچہ کھانا حلال ہو۔ شیطان پر غالب آنے اور شہوت کا زور توڑنے میں روزے سے مدد ملے گی۔ اگر روزہ افطار کے وقت دن بھر کی بھوک پیاس کی تلافی کردے اور ایک وقت میں اتنا کھالے جتنا دن بھر میں کھاتا تھا۔ افطار کے وقت کھانے کی انواع واقسام زیادہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ رمضان کے دنوں میں اچھے اور نفیس کھانے اتنے زیادہ کھاجاتے ہیں کہ اور دنوں میں کئی مہینے بھی نہ کھائیں۔

ظاہر ہے کہ روزے کا مقصود تو خالی پیٹ رہنا اور خواہش نفس کو قابو میں رکھنا ہے، تاکہ نفس میں تقویٰ پیدا ہو۔ اب

اگر کوئی صبح سے شام تک تو معدہ خالی رکھے، پھر لذیذ کھانوں سے خوب پیٹ بھرلے تو نفس کی خوہشات اور لذتیں دوبالا ہوجائیں گی، اور ایسی خوہشات بھی بیدار ہوجائیں گی جو روزہ نہ رکھتا تو نہ ابھرتیں۔ بہتر یہ ہے کہ رات کو بھی اپنا پیٹ اتنا خالی رکھے کہ تہجد اور دیگر وظائف میں آسانی ہو، شیطان دل کے پاس نہ آنے پائے، اور عالم ملکوت کے دیدار سے فیض یاب ہوسکے۔ اگرچہ صرف پیٹ کا خالی رکھنا بھی کافی نہ ہوگا جب تک وہ اپنی فکر اور ارادہ کو اللہ کے علاوہ ہر مقصود سے خالی نہ کرلے۔

۶۔ خوف ورجا:

چھٹا ادب یہ ہے کہ روزہ افطار کرنے کے بعد خوف ورجا کی کیفیت طاری ہو۔ امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کا روزہ قبول فرمائے گا اور اسے مقربین میں شامل کرے گا۔ ساتھ ہی ڈرے کہ شاید اس کا روزہ قبول نہ کیا جائے اور وہ اللہ کے غضب کا مستحق ٹھہرے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر عبادت سے فارغ ہونے کے بعد یہی کیفیت ہونی چاہیے۔

یہ روزے کے وہ چھ آداب ہیں جن کو ملحوظ رکھنے ہی سے روزہ حقیقی معنوں میں صحیح ہوتا ہے۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عقل مند آدمی کا سونا اور روزہ نہ رکھنا بھی خوب ہے۔ اور بے وقوف آدمی کا روز رکھنا اور جاگنا بھی برابر ہے! کہا گیا ہے کہ یقین اور تقویٰ کے ساتھ ذرہ برابر عبادت غلط کاریوں کے ساتھ کی ہوئی پہاڑ کے برابر عبادت سے افضل ہے۔ بعض علما نے کہا ہے کہ بہت سے روزہ دار درحقیقت بے روزہ ہوتے ہیں۔ اور بہت سے بے روزہ، روزہ دار۔ بے روزہ، روزہ دار وہ ہیں جو کھاتے پیتے تو ہیں مگر اپنے اعضا کو گناہوں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اور روزہ دار بے روزہ وہ ہیں جو کھانے پینے سے تو رک جاتے ہیں۔ لیکن اپنے اعضا کو گناہوں سے نہیں روکتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، روزہ ایک امانت ہے، ہر ایک کو اپنی امانت کی حفاظت کرنا چاہیے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی کہ، اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (النساء:۵۸)

اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو، تو اپنے دست مبارک کو اپنے کان اور آنکھ پر رکھا اور فرمایا کہ کان سے سننا اور آنکھ سے دیکھنا بھی امانت ہے۔

☆......☆......☆

الغازی مشینری سٹور

ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک وپرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں

بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ　　　　(قسط: اوّل)

قیامت کے دن ہر انسان اپنے امام کے ساتھ ہوگا

ہر انسان کا فرض ہے دنیا میں سوچ لے کہ بہشت میں پہنچانے والے اور دوزخ میں لے جانے والے اماموں میں سے کس کی تابعداری کر رہا ہے؟

يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ فَمَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَاُولٰٓئِكَ يَقْرَءُوْنَ كِتٰبَهُمْ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا.

[بنی اسرائیل، آیت: ۷۱]

ترجمہ: جس دن ہم ہر فرقہ کو ان کے سرداروں کے ساتھ بلائیں گے۔ سو جسے اس کا اعمال نامہ اس کے داہنے ہاتھ میں دیا گیا۔ سو وہ لوگ اپنا اعمال نامہ پڑھیں گے اور وہ تاگے کے برابر ظلم نہیں کیے جائیں گے۔

حاصل یہ نکلا کہ ہر ایک انسان قیامت کے دن اس امام کے ساتھ ہوگا جس کی دنیا میں فرماں برداری کیا کرتا تھا۔

۱۔ بہشت میں پہنچانے والے امام:

قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ. وَ اَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَخْسَرِيْنَ. وَ نَجَّيْنٰهُ وَ لُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ. وَ وَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَ يَعْقُوْبَ نَافِلَةً وَ كُلًّا جَعَلْنَا صٰلِحِيْنَ. وَ جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ وَ اِقَامَ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ.

[الانبیاء: ۶۹۔۷۳]

ترجمہ: ہم نے کہا اے آگ ابراہیم پر سرد اور راحت ہو جا۔ اور انھوں نے اس (ابراہیم) کی برائی چاہی سو ہم نے انھیں ناکام کر دیا۔ اور ہم اسے اور لوط کو بچا کر اس زمین کی طرف لے آئے۔ جس میں ہم نے جہان کے لیے برکت رکھی تھی۔ اور ہم نے اسے اسحٰق بخشا۔ اور انعام میں یعقوب دیا۔ اور سب کو نیک بخت کیا۔ اور ہم نے انھیں پیشوا بنایا۔ جو ہمارے حکم سے راہنمائی کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے انھیں اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا۔ اور وہ ہماری ہی بندگی کیا کرتے تھے۔

ان آیات میں جن انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہوا ہے۔ یہ حضرات ایسے تھے جو اللہ تعالے کے حکم سے انسانوں کی صحیح رہنمائی کرتے تھے اور ان حضرات کو اللہ تعالیٰ نے نیکی کرنے، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ ان حضرات کے حق میں شہادت خیر دے رہا ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے والے تھے۔ انسانوں میں سے وہ لوگ

کتنے بڑے خوش نصیب ہوں گے جو ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں اپنا امام (رہبر) بنالیں گے۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کے امام حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی ہیں:

وَ جَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ.

[الحج، آیت: ۷۸]

ترجمہ: اور اللہ کی راہ میں کوشش کرو، جیسا کوشش کرنے کا حق ہے، اس نے تمہیں پسند کیا ہے اور دین میں تم پر کسی قسم کی سختی نہیں کی۔ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے، اسی لیے تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا تھا اور اس قرآن میں بھی۔ تا کہ رسول تم پر گواہ بنے اور تم لوگوں پر گواہ بنو۔ پس نماز قائم کرو اور زکوۃ دو اور اللہ کو مضبوط ہو کر پکڑو۔ وہی تمہارا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام امت محمدیہ کے باپ ہیں: (از حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ)

حضرت ابراہیم علیہ السلام چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔ اس لیے ساری امت کے باپ ہوئے دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینِ ابراہیمی پر ہی ہیں۔ آپ کے اصولِ دین ابراہیم علیہ السلام والے دین ہی کے ہیں۔ البتہ ان اصولوں کو صورتوں کے سانچے میں ڈھالنے کے وقت صورتوں میں علیحدگی نظر آئے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اس ضابطے کی ایک مثال روزہ میں پائی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ

[البقرہ، آیت: ۱۸۳]

ترجمہ: تم پر روزہ ایسا ہی فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کیا گیا تھا۔

اس اعلان سے ثابت ہوا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں میں بھی روزہ رکھا جاتا تھا۔ مطلق روزہ رکھنے کا تمام شرائع میں اتفاق ہونے کے باوجود اوقات روزہ اختلاف رہا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روزے اوقات ہر امت میں علیحدہ علیحدہ تھے مثلاً حضرت آدم علیہ السلام پر ہر مہینے کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ کو روزہ فرض تھا۔ حضرت نوح علیہ السلام ہمیشہ روزہ دار ہوتے تھے۔ اور یہود پر عاشورہ اور ہر سنیچر کے

علاوہ چند دن اور بھی فرض تھے حضرت عیسیٰ السلام ایک دن روزہ رکھتے تھے اور دو دن افطار کرتے تھے۔

بعینہٖ اسی طرح ملت ابراہیمی اور شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں اصولاً اتحاد بھی ہے اور صورت میں اختلاف بھی ہے۔ گزشتہ سطور سے یہ نتیجہ نکلا کہ مسلمانوں کے اصلی امام الائمہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور اس کے بعد ملت ابراہیمی کی تجدید کرنے والے خاتم النبین شفیع المذنبین رحمتہ للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کے امام تجویز کیے گیے ہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے امام تجویز کیے گئے ہیں۔

ارشاد الٰہی ملاحظہ ہو:

وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَاتَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ وَ سَآءَ ت مَصِیۡرًا.

[النساء، آیت: ۱۱۵]

ترجمہ: اور جو کوئی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستہ کے خلاف چلے تو ہم اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت تسلیم کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی امامت بھی ہمیں ماننی پڑے گی ورنہ اللہ تعالیٰ ناراض اور جہنم ٹھکانا ہوگا۔ **اللھم لا تجعلنا منھم**

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی امامت کے تسلیم کرنے اور ان کی فرماں برداری کے ضروری ہونے کی ایک مثال عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جس طرح ایک بہت بڑی وسیع مسجد میں جب امام کی آواز مقتدیوں تک نہ پہنچ سکے تو مکبّر کھڑے کیے جاتے ہیں۔ امام سے دور والے نمازی دراصل اقتداء امام صاحب کی کر رہے ہیں مگر رکوع سجود وغیرہ میں مکبّر کی آواز ہی سے نقل وحرکت کرتے ہیں۔ باوجود امام کا وجود نہ دیکھنے اور اس کی آواز کے نہ سننے کے ہر نمازی یہی سمجھتا ہے کہ میں اپنے اس امام کی اقتدار میں نماز پڑھ رہا ہوں جو محرابِ مسجد میں کھڑا ہے۔

بعینہٖ اسی طرح مسلمان اپنے اس امام کی فرماں برداری (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مسلک کا پابند ہو) اسی خیال سے کرتے ہیں۔ گویا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کر رہے ہیں اور جو امام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے مسلک کے خلاف ہو اس کی اطاعت مسلک اہل السنّت والجماعت کے خلاف سمجھتے ہیں اور اس سے پرہیز کرتے ہیں۔

کھرے اور سچے مسلمان:

سچے مسلمانوں کے اماموں کی ترتیب یوں ہوئی آج سے لے کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک مسلمانوں کے کل متبع سنت امام اور ان کے آگے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور صحابہ کرام سے آگے رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت:

اِنَّ اِبْـرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ حَنِيْفًا وَ لَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ. شَاكِرًا لِّاَنْعُمِهٖ اِجْتَبٰهُ وَ هَدٰهُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ. وَ اٰتَيْنٰهُ فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ اِنَّهٗ فِى الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ. ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَ مَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.

[النحل: ۱۲۰۔۱۲۳]

ترجمہ: بے شک ابراہیم ایک پوری امت تھا۔ اللہ کا فرمانبردار تمام راہوں سے ہٹا ہوا۔ اور مشرکوں میں سے نہ تھا۔ اس کی نعمتوں کا شکر کرنے والا اسے اللہ نے چن لیا۔ اور اسے سیدھی راہ پر چلایا۔ اور ہم نے اسے دنیا میں بھی خوبی دی اور آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہوگا۔ پھر ہم نے تیرے پاس وحی بھیجی۔ کہ تمام راہوں سے ہٹنے والے ابراہیم کے دین پر چل۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے محاسن:

ان آیات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہ محاسن گنوائے گئے ہیں:

(۱) ایک پوری امت کے قائم مقام (۲) اللہ تعالیٰ کا فرنبردار۔ (۳) تمام غلط راستوں سے ہٹا ہوا۔ (۴) شرک سے بیزار۔ (۵) اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ (چنا ہوا)۔ (۶) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر گزار۔ (۷) اللہ تعالیٰ کی سیدھی راہ پر چلنے والا۔ (۸) جسے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں خوبی عطا فرمائی تھی۔ (۹) آخرت میں نیکوکاروں میں ہوگا۔ (۱۰) مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

امت کے امام حضورؐ انور اور آپ کا امام:

حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی شہادت کے مطابق دس خوبیوں کے حامل تھے۔

نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ہم اپنے امام ائمہ کے محاسن کا اتباع کریں۔ اور ان کی جو خوبیاں امت کے اندر پیدا ہوسکتی ہیں انھیں اپنانے کی سعی بلیغ کریں۔ بالخصوص مسلمانوں کے ائمہ کرام کو ان محاسن کا حامل ہونا اشد ضروری ہے تا کہ مسلمان ان کی امامت کو اپنے حق میں اللہ تعالیٰ کی رحمت خیال کریں۔ اور ان کے محاسن کو دیکھ کر ان کے مقتدی بھی راہِ راست پر آئیں۔ اور ان کا نمونہ اختیار کر کے اپنی آخرت سنواریں۔

(خطبہ یوم الجمعہ ۲۴؍ ذیقعد ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۳؍ جون ۱۹۵۸ء) (جاری ہے)

شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ

سیّدۂ عالم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ...... بیٹی کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو جس کو میں پسند کرتا ہوں، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ...... جی ہاں، تاریخ اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر اس چیز سے محبت کرتی تھیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محبت کرتے تھے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ایک واقعہ ہے کہ ایک دن حضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لے گئے لیکن دروازے تک پہنچ کر رک گئے اور پھر الٹے پاؤں لوٹ گئے۔ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اپنے گھر پہنچ گئے۔ یہ بات کہ اللہ کے رسول گھر تک آئے اور گھر میں داخل نہ ہوئے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی معلوم ہوگئی تھی۔ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس کا تذکرہ کیا۔ یہ سن کر دونوں اسی وقت جناب نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور بڑے ادب سے آپ کے لوٹ جانے کی وجہ پوچھی۔ اگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو بھی یہ معلوم ہوتا کہ اللہ کے رسول کسی بات پر ناراض ہیں تو ان کی نگاہوں میں دنیا تاریک ہوجاتی۔ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے لیے تو اللہ کے رسول کی ناراضی اور بھی معنی رکھتی تھی۔ اس لیے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر دونوں نے چاہا کہ جو غلطی یا سہو ان کے گھرانے سے ہوا ہے اُسے فوری دور کردیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ...... میں نے تمھارے گھر کے دروازے پر ریشمی پردہ لٹکا ہوا دیکھا تو لوٹ آیا کہ...... مجھے دنیا سے کیا مطلب؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لیے اور اپنے اہل وعیال کے لیے سادہ زندگی کو پسند فرمایا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا...... آپ ہمیں حکم دیں کہ ریشمی پردے کے بارے میں آپ کیا چاہتے ہیں؟ ارشاد ہوا کہ...... اسے فلاں شخص کے گھر والوں کے پاس بھیج دو! وہ ضرورت مند ہیں۔ مطلب تھا کہ وہ اسے بیچ کر اپنی ضرورت پوری کرلیں گے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کونسی ان چیزوں کی دلدادہ تھیں۔ کہیں سے یہ پردہ آ گیا تھا تو اسے کام میں لے آئی تھیں، اب معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہیں تو فوراً اسے اُتار کر اللہ کے نام پر دے دیا کہ نبوی تربیت کا تقاضہ یہی تھا۔

وہ جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم اُسے پسند کرو جسے میں پسند کروں اس واقعے کی تفصیل صحیحین میں ہے۔ امام بخاری کے پاس کتاب الھبہ میں اور امام مسلم کے پاس باب فضائل میں کہ ایک مرتبہ اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن میں سے کچھ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ گزارش یہ تھی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمائیں کہ وہ صرف اُس دن تحفے اور ہدیے نہ

بھیجیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس مقیم ہوں بلکہ بلا امتیاز، ہر بیوی کی باری کے دن تحفے بھیجا کریں۔ اس بارے میں ایک مرتبہ اس سے پہلے اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا بھی گفتگو کر چکی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے چند کا یہ پیام اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ...... اے بیٹی کیا تم اس بات کو پسند کرتی ہو جسے میں پسند کرتا ہوں؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: جی ہاں یا رسول اللہ! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا...... پھر تم عائشہ سے محبت کرو!

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محبت سے حمیرا پکارا کرتے، کبھی یا عائش پکارتے۔ ارشاد تھا کہ سوائے ان کے کسی اور کی چادر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہیں اتری۔ اُمّت کی عورتوں کو جتنا علم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ملا کسی اور سے نہیں ملا۔ ان کی فضیلت کے لیے یہی ایک بات کیا کم ہے اُمّتِ مسلمہ کو تیمّم کی سہولت انھیں کی وجہ سے ملی۔ قرآن اُن کی عظمت کی تصدیق کرتا ہے اسی لیے جبرئیل علیہ السلام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے انھیں سلام کہلواتے۔ اُمّہات المؤمنین میں کوئی اور نہیں جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے برابر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم سیکھا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن وحدیث پر ان کی نظر کے قائل تھے اور اُن سے فقہی مسائل میں مشورہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تبلیغِ دین کے لیے انھیں بیوگی کی لمبی عمر دی۔ اس دوران میں جو فیض ملتِ اسلامیہ کو ان کی ذات سے پہنچا وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ شاید اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں پر اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی شادی کی اور انھیں غیر معمولی قرآنی بصیرت سے سرفراز فرمایا۔

عورتوں میں سب سے زیادہ حدیثیں انھیں نے روایت کیں۔ ان کی ادبی شان بھی سب سے جدا ہے۔ ملت کی نئی نسل کو جو تربیت انھوں نے دی اس کی مثال دنیا کی کوئی عورت پیش نہیں کر سکتی۔ ملّت کی علمی اور اخلاقی تربیت کے ساتھ ساتھ وقت آنے پر انھوں نے ملّت کی سیاسی رہنمائی کا گراں بہا فریضہ بھی انجام دیا۔ فقۂ اسلامی کے ایک تہائی سے زیادہ مسائل ان کی وجہ سے حل ہوئے۔ وہ مومن ماں باپ کے گھر میں پیدا ہوئیں اور انھی کو حشر میں شافع محشر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر اٹھنے کا شرف حاصل ہوگا۔

امام بخاری کا کہنا ہے کہ...... جس طرح مَردوں میں خاتم المعصومین سب سے افضل ہیں اسی طرح عورتوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں۔

(مأخوذ از: تجلی)

پروفیسر محمد حمزہ نعیم

امیر المؤمنین، خلیفۂ راشد سیدنا علی رضی اللہ عنہ

خلیفہ راشد سیدنا علی بن ابی طالب سابقون الاوّلون میں سے تھے، مہاجرین میں سے تھے، غزوہ حدیبیہ میں بیعت علی الموت کرنے والوں میں سے تھے، غزوہ بدر کے غازیوں میں سے تھے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان بنی عبد مناف میں سے تھے، بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور دامادِ رسول تھے۔ درجنوں آیات واحادیث میں ان کے فضائل موجود ہیں تاہم آج کی نشست میں ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اپنے وقت میں اَحق بالخلافت تھے یعنی صدیق وفاروق اور غنی رضی اللہ عنہم کے بعد سب سے زیادہ حق دار خلافت:...... لیجیے چند پہلو پیشِ خدمت ہیں۔

(۱)　سیدنا علی کے مقابل کسی نے خلافت کا دعویٰ نہیں کیا۔ سیدنا طلحہ، سیدنا زبیر، سیدنا امیر معاویہ اور اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ اور ان کے ہمراہ دیگر اصحاب رسول رضی اللہ عنہم قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کے مدعی تھے۔ کسی متبادل خلافت کے داعی نہ تھے۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی پرانی پوزیشن یعنی گورنر شام کے عہدے پر قائم تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ''سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل اور باغی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے نکل جائیں تو میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے والا پہلا شخص ہوں گا۔ اس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ تنہا منصبِ خلافت پر تھے کوئی دوسرا مدعی نہ تھا۔ لہٰذا آنجناب ہی اَحق بالخلافت تھے۔

(۲)　چوٹی کے اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا مگر مقابل بھی نہ آئے۔ ان حضرات میں حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت زید بن ثابت، حضرت صہیب رومی، حضرت سلمہ بن اَکوع، حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم جیسے درجنوں اصحابِ عقل وخرد اور اصحابِ عزیمت تھے۔ ان حضرات کو القاعدین (یعنی بیٹھ رہنے والے) کا نام دیا گیا۔ مگر '' كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى '' کسی نے بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں خلافت کی طلب نہ کی تھی۔

(طبقات ابن سعد وغیرہ، سیرۃ علی مرتضیٰ از مولانا محمد نافع)

(۳)　خلیفۂ راشد سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی فراست کا انکار دشمن بھی نہیں کر سکتا۔ وہ جب بھی کسی ضرورت سے دار الخلافت مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے گئے تو مدینہ میں قائم مقام خلیفۃ المسلمین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بنا کر گئے۔ کم از کم تین بار قائم مقام بنایا اور ایک بار نجران کے علاقے کا گورنر بھی بنایا۔ ہمیشہ خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے مشیر اعظم رہے۔

(۴)　سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ہی ابولؤلؤ مجوسی کے ہاتھوں زخمی ہونے کے بعد عشرہ مبشرہ میں سے چھے حضرات کو اپنے بعد خلافت کے لیے نامزد کیا۔ اس چھے رکنی کمیٹی میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا نامِ نامی بھی شامل تھا۔

(۵)　چھے اصحابِ رسول کی خلافت کمیٹی کے باہمی مشورے سے یہ طے پایا کہ تین حضرات اپنا حقِ انتخاب بقیہ تین کے حوالے کر کے ان کے حق میں دست بردار ہو جائیں۔ ان تین منتخب حضرات میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی تھے جن کے حق میں ان کے پھوپھی زاد بھائی حواریٔ رسول سیدنا زبیر بن عوّام دست بردار ہوئے تھے۔ گویا انھوں نے رائے دی کہ ان کے نزدیک احق بالخلافت سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۶)　بیعت عثمان سے پہلے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنا حق انتخاب بھی چھوڑ دیا اور اب ان کو دو میں سے ایک یعنی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ یا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا انتخاب کرنا تھا، اب گویا اَحق بالخلافت دو رہ گئے تھے۔ بقول سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کوئی بھی دو لوگ ایسے نہ تھے جو کسی دوسرے کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے برتر جانتے ہوں۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر آپ کو خلیفہ نہ بنایا جائے تو آپ کی رائے میں اَحق بالخلافت کون ہے؟ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں اس قابل نہ سمجھا جاؤں تو بلاشبہ اَحق بالخلافت سیدنا علی رضی اللہ ہیں۔

(۷)　جنگ صفین میں نصرانی بادشاہ نے موقع غنیمت جانا اور سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو مدد کی پیشکش کی۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس کے بھیجے گئے خط کی پشت پر لکھا ”اے لعین! تو ہم دو بھائیوں کے اختلاف سے ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتا ہے۔ یاد رکھ تو نے اگر کوئی غلط قدم اٹھایا تو میں اپنے ابن عم علی سے صلح کر لوں گا اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے پہلا تیر جو تجھ پر آئے گا وہ معاویہ کا ہوگا۔ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے اس عمل سے بھی ثابت ہوا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اَحق بالخلافت تھے۔

(۸)　سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری بیعت زیادہ تر ان لوگوں نے کی ہے جنھوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت تھی۔ اس تسلسل میں اور آیت استخلاف (ایک دوسرے کے معاً بعد آنا) میں ہمیں اپنے دور میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی خلافت کی دستار سجائے نظر آتے ہیں۔ خلفاءِ ثلاثہ ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ متصل خلیفہ کوئی نہیں ہوا۔ نہ اس دور میں کوئی استخلاف کا دعویدار تھا لہٰذا اب اس دور میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہی احق بالخلافت تھے۔

(۹)　جن اصحاب کا اُن سے اختلاف تھا وہ بھی بعض شرائط (مثلاً قصاص عثمان وغیرہ) کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مانتے تھے۔

(۱۰)　سوادِ اعظم اہل سنت کی اکثریت خیر القرون سے آج تک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حقِ خلافت کو تسلیم کرتی ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنے دور میں اَحق بالخلافت تھے۔

❄......❄......❄

حضرت مولانا محمد علی جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیارِ حق ہیں

ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دین میں معیارِ حق تسلیم کرتے ہیں جو لوگ ایسا نہیں کرتے وہ دین کی بنیاد ہی گرانا چاہتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی ضمیر اور عقل کے سامنے ایک مقدمہ دائر کیا تھا جس میں انھوں نے تمام باطل نظریات اور افکار کو غلط قرار دیا اور اپنی دعوت کے صحیح ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور فرمایا کہ میرا دعویٰ اس لیے درست ہے کہ میں اللہ کریم کا فرستادہ ہوں اور میں جو کچھ کہتا ہوں اللہ کریم کی طرف سے ہی کہتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ قیامت تک آنے والی نسلوں کے لیے برابر قائم ہے۔ اس مقدمہ کے موقعے کے گواہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ جو نام نہاد محقق ان ستودہ صفات حضرات پر تنقید کرتے ہیں یا ان کی عدالت وصداقت پر شک وشبہ کرتے ہیں وہ دراصل مستشرقین اور دیگر دشمنان کے ہاتھ مضبوط کرتے ہیں تا کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ کیونکر درست ہوسکتا ہے؟ ان کے گواہان تو مشکوک کردار کے مالک ہیں۔ بھائی جب آپ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو (نعوذ باللہ) اقربا نواز کہیں گے تو گویا بحیثیت خلیفہ وہ راہِ راست پر نہیں تھے۔ لہٰذا وہ اس قابل نہیں تھے کہ ان پر اعتماد کیا جاسکے، تو ان کی ان روایات پر کیسے اعتماد کیا جائے گا جو ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ میں مروی ہیں۔ پھر نتیجہ کیا ہوگا؟ آپ اندازہ کرلیں۔

ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جج کیسے بن بیٹھے ہیں؟

اگر دو بوڑھے بھائی جو سفید ریش بھی ہوں۔ آپس میں کسی بات پر الجھ پڑیں اور ان کی بات یہاں تک بڑھے کہ وہ دست گریباں ہو جائیں اگر ان دو میں سے کسی ایک کا بیٹا یا ان دونوں کے بیٹے ان دونوں سفید ریش بزرگوں کو ماریں پیٹیں یا اپنے سامنے مجرموں کی طرح کھڑا کر کے ان کے تنازعہ کا فیصلہ کرنا چاہیں تو عقل مند لوگ ایسے بیٹوں کو کیا کہیں گے؟ گستاخ، بے ادب، ظالم اور کیا کیا۔ جو محقق آج حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر مشاجرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے جج بن بیٹھے ہیں، وہ اپنا انجام سوچ لیں۔ قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟

فَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ. (الشعراء، آیت: ۲۲۷)

ترجمہ: ظالم عنقریب جان لیں گے کہ انھیں کونسی جگہ لوٹ کر جانا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''میرے صحابہ کو برا نہ کہو! اگر تم اللہ کی راہ میں سونے کا پہاڑ بھی خرچ کرو تو ان کے اس ذرہ کے برابر بھی نہیں ہوگا جو انھوں نے اللہ کی رضا جوئی کے لیے خرچ کیا'' دیکھو وہ ثواب میں اس لیے بڑھ گئے کہ انھوں نے اللہ کی رضا کے لیے خرچ کیا جبکہ تمہاری نیتوں میں ریا اور واہ واہ کہلانے کا جذبہ داخل ہوتا ہے۔ صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق خرچ کیا، تم سنت کی مخالفت کر کے خرچ کرتے ہو، لہٰذا تمہارا پہاڑ بھی ان کے ذرہ کے برابر ہیچ ہے۔

اصل دین وہ ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سمجھا:

اصل دین وہی ہے جو قرآن مجید میں ہے۔ جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اسے سمجھا۔ اس کے بعد اصل دین وہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ میں مذکور ہے، جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اسے سمجھا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی گروہ یا خاص فرد ہی نہیں بلکہ سارے کے سارے ہدایت کے چراغ ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی پیروی اللہ کریم کی رضا کا سبب اور جنت تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم (بھیقی، السنن الکبریٰ)

میرے تمام صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت ہی پاؤ گے۔

اس کے بعد اصل دین اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم وفقہا امت ہے۔ اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ دین نہیں بے دینی ہے۔ دین کے نام پر بہت دھوکے دیے گئے اور کھائے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمائے (آمین)

(اقتباس خطبۂ جمعہ، جامع مسجد ایک مینار، خونی برج ملتان)

پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی
قسط اوّل

قدح مروان رضی اللہ عنہ میں وارد روایات کا تجزیہ

سیدنا مروان بن الحکم رضی اللہ عنہما تاریخ اسلام کی مظلوم ترین شخصیت ہیں، جن کے خلاف ''بے گانے'' تو رہے ایک طرف بعض ''یگانوں'' نے بھی خوب یلغار کی ہے۔ یہ ایسی مظلوم شخصیت ہیں جنھیں دنیا میں آنے سے پہلے ہی ''ملعون'' قرار دے دیا گیا۔ اسی ایک بات سے ان کی زندگی کے اگلے مراحل کا بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے ان میں سے بعض اعتراضات والزمات کا ذکر اگلے شماروں میں آ رہا ہے۔ یہاں ان کی قدح میں چند روایات کا تجزیہ ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

۱. عن الشعبی قال: سمعت عبد اللّٰہ بن الزبیر وھو مستندا الی الکعبۃ وھو یقول : ورب ھٰذہ الکعبۃ لقدلعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلانا وماولدمن صلبہ.

[مسند احمد تحت مسندات عبداللہ بن الزبیرؓ]

شعبی سے روایت ہے کہ: میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو کعبہ سے ٹیک لگائے یہ فرماتے ہوئے سنا:
اس کعبے کے رب کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں شخص (یعنی حکمؓ) اور اس کی پشت سے جو اولاد (مروانؓ) ہوئی پر لعنت فرمائی ہے۔

۲. عن عبداللّٰہ بن الزبیر قال: ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لعن الحکم وولدہ.

[المستدرک للحاکم جلد ۴، ص ۴۸۱، کتاب الفتن والملاحم تحت ذکر بغض الا حیاء الیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم]

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الحکم اور اس کی اولاد پر لعنت فرمائی ہے۔

۳۔ امام بخاری نے صحیح بخاری میں کتاب التفسیر سورۃ الاحقاف آیت ۱۷ کے تحت یہ روایت بیان کی ہے کہ:
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان بن الحکم رضی اللہ عنہ کو جب مدینہ کا امیر مقرر کیا تو انھوں نے ایک مرتبہ بیعت یزید پر لوگوں کو آمادہ کرنے کے لیے خطبہ دیا۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اعتراض کیا تو مروان رضی اللہ عنہ نے کہا:
انھیں پکڑو تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوگئے اور ظاہر ہے کہ ان کے گھر کسی کو داخل ہونے کی جرات نہیں ہوسکتی تھی۔
پس مروان رضی اللہ عنہ نے کہا:
یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں قرآن کی یہ آیت اتری ہے:

''وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْهِ اُفٍّ لَّکُمَا اَتَعِدَانِنِیْ''

تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے فرمایا:

قرآن میں ہمارے بارے میں کچھ نہیں اترا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے میری برات نازل فرمائی صحیح بخاری میں یہ واقعہ اسی قدر بیان کیا گیا ہے۔لیکن ''معاندین'' حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبانی حضرت مروان رضی اللہ عنہ پر لعنت کرائے بغیر کس طرح چین سے بیٹھ سکتے تھے۔ چنانچہ امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی زبان سے حضرت مروان رضی اللہ عنہ کو یہ جواب دلوایا:

''کذب واللّٰہ ماھوبه ولکن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم لعن ابا مروان ومروان فی صلبه''

[المستدرک جلد۴، کتاب الفتن والملاحم تحت زکرا.بغض الاحیاء انی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم]

مروان رضی اللہ عنہ نے غلط کہا۔اللہ کی قسم: بات اس طرح نہیں ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مروان رضی اللہ عنہ کے باپ کو لعنت کی اور مروان رضی اللہ عنہ اس کی پشت میں تھا۔ جبکہ خود حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کی زبانی حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے لیے یہ الفاظ نقل کیے گئے کہ:

''الست ابن اللعین الذی لعنه رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ''

[فتح الباری جلد ۸. ص ۵۷۷. تحت رقم الحدیث ۴۸۲۷]

کیا تو لعین کا بیٹا نہیں ہے؟ جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔

۴۔ امام حاکم نے حضرت حکم رضی اللہ عنہ اوران کی اولاد کے بارے میں یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ:

''لعن اللّٰہ الحکم وماولد''

[مستدرک جلد۴،ص ۴۸۱، کتاب الفتن والملاحم]

اللہ نے حکم اوراس کی اولاد پر لعنت کی ہے۔

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے پہلے اپنے ایک مضمون میں اس روایت کو ''مشتبہ اور مشکوک'' قرار دیا تھا لیکن بعد میں رجوع کرتے ہوئے اس کی توثیق کر بیٹھے۔فیا اسفا۔

چنانچہ موصوف فرماتے ہیں کہ:

''یہاں ایک بات کا اعتراف کرنا میں دیانتاً ضروری سمجھتا ہوں اگر چہ وہ براہ راست موضوع سے متعلق نہیں اور وہ یہ کہ:

میں نے مروان رضی اللہ عنہ بن حکم کی مذکورہ روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے ضمناً یہ بھی لکھا تھا کہ اس روایت کے آخری الفاظ جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ ''لعن اللّٰہ الحکم وماولد'' بہت مشکوک اور مشتبہ ہیں مجھے اس وقت تک اس حدیث کی تحقیق نہیں تھی۔ ملک غلام علی صاحب کے توجہ دلانے پر میں نے مستدرک حاکم

کی طرف رجوع کیا، ملک صاحب کے دیے ہوئے حوالے کے مطابق اس کے صفحہ ۴۸۱ جلد ۴، پر مجھے یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ مل گئی جس کی امام ذہبی نے بھی توثیق کہ ہے۔

[ماہنامہ البلاغ کراچی ذی الحجہ ۱۳۹۰ھ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور تاریخی حقائق ص ۱۷۵۔۱۷۶]

علامہ محمد انور شاہ کاشمیری رحمتہ اللہ علیہ کے داماد مولانا سید احمد رضا بجنوری نے بھی حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے خلاف ”فردِ جرم“ میں اس حدیث کا خاص طور پر ذکر کیا ہے کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے جس کی توثیق علامہ ذہبی نے بھی کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم اور اس کی اولاد پر لعنت کی ہے۔ ملاحظہ ہو: [انوار الباری جلد ۱۷۔ص ۱۹۳]

حضرت حکم رضی اللہ عنہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہ پر لعنت سے متعلق مذکورہ بالا تمام روایات کے سرسری مطالعہ سے ہی ایک مصنف مزاج قاری بلا توقف وتامل انھیں ”واہی، لغو، باطل اور موضوع قرار دے گا۔ ان روایات کو صحیح اور درست تسلیم کرنے سے نہ صرف حضرت حکم رضی اللہ عنہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہ کی توہین ہوتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر بھی بہتان عائد ہوتا ہے۔

مذکورہ روایات میں سے صرف صحیح بخاری کی روایت درست معلوم ہوتی ہے جس میں لعنت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کردار سے بھی پوری پوری مطابقت رکھتی ہے۔ اس کے مطابق حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے امیر و گورنر سے ایک مسئلہ کے بارے میں احترام ملحوظ رکھتے ہوئے اختلاف کا برملا اظہار کیا ہے جبکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی برأت کا حوالہ دیا ہے جس سے کسی مسلمان کو اختلاف نہیں ہوسکتا۔

جہاں تک امام حاکم کی روایات کا تعلق ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف ان سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی کیونکہ علامہ ابن طاہر مقدس لکھتے ہیں کہ:

”رافضی خبیث کان شدید التعصب للشیعة فی الباطن وکان یظهر التسنن فی التقدیم والخلافة کان منحر فاعن معاویة وآله متظاهرا بذلک ولایعتزرمنه.“

[تذکرة الحفاظ للذهبی تحت ابو عبدالله الحاکم]

یعنی امام حاکم ”امام الحدیث“ ہونے کے ساتھ ساتھ رافضی خبیث ہے جبکہ امام ذہبی اور ابن حجر دونوں لکھتے ہیں کہ:

”والله یحب الانصاف ماالرجل برافضی بل شیعی فقط“

[میزان الاعتدال جلد سوم ص ۶۰۸ لسان المیزان جلد ۵ ص ۲۳۶]

اللہ انصاف کو پسند کرتے ہیں حاکم رافضی نہیں تھے صرف شیعہ تھے۔

ایک روایت میں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا دونوں پر بہتان تراشا گیا کہ

”ولکن رسول الله صلی الله علیه وسلم لعن ابا مروان ومروان فی صلبه.“

حضرت مروان رضی اللہ عنہ ہجرت کے دو سال بعد پیدا ہوئے تھے جبکہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ ۸ / ھ میں فتح مکہ کے موقع پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ظاہر ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ہجری سے پہلے ہی حضرت حکم رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجی ہوگی اور اس وقت وہ حالت کفر میں تھے۔

اگر بالفرض اس روایت کو ”صحیح“ بھی تسلیم کر لیا جائے تو قبول اسلام کے بعد اس کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟

حالانکہ امام ذہبی نے مستدرک کی مذکورہ روایت کے تحت واضح طور پر یہ لکھا ہے کہ:

”قلت فیه انقطاع محمد لم یسمع من عائشه رضی اللّٰه عنها“

یعنی محمد (ابن زیاد) راوی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نہیں سنی۔ بلکہ درمیان میں ایک راوی ساقط ہے جس کے ذریعے یہ روایت محمد راوی مذکور کو پہنچی ملاحظہ ہو۔ [تلخیص مستدرک جلد ۴، ص ۴۸۱]

ایک روایت میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں کہ ”اللہ تعالیٰ کی حکم اور اس کی اولاد پر لعنت ہو مگر مومن اس سے مستثنیٰ ہے۔

[المستدرک جلد ۴، ص ۴۸۱، حیات الحیوان، اردو جلد دوم ص ۷۲۸]

اس روایت کی رو سے اسلام قبول کرنے کے بعد یہ حضرات از خود مستثنیٰ ہو گئے ہیں پھر اس حدیث کی رو سے حضرت حکم رضی اللہ عنہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہ پر لعن کی کیا حیثیت ہے؟

اگر اس ”استغنیٰ“ کو بھی نہ تسلیم کیا جائے تو پھر صحیح مسلم کے اس باب کی طرف مراجعت کر لی جائے جس کا یہ عنوان ہے:

”من لعنه النبی ولیس هوا هلا لها فهی له زکوٰة واجر“

یعنی جس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور وہ لعنت کا مستحق نہ تھا۔ تو اس کے لیے یہ چیز باعثِ رحمت اور اجر ہوگی۔

امام مسلم اس باب کی ابتداء میں حسب ذیل روایات لائے ہیں:

۱۔　حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ دو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ معلوم نہیں انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا باتیں کیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آیا، ان دونوں پر لعنت کی اور ان کو برا بھلا کہا:

جب وہ باہر نکلے تو میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ان دونوں کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں، میں نے عرض کیا اس وجہ سے کہ آپ نے ان پر لعنت کی اور اُن کو برا بھلا کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے معلوم نہیں میں نے اپنے رب سے یہ شرط کر رکھی ہے کہ اے اللہ! میں ایک بشر ہوں تو جس مسلمان پر میں لعنت کروں یا اس کو برا کہوں تو اس کو پاک کر اور ثواب دے۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میں ایک آدمی ہوں جس مسلمان کو میں برا کہوں یا لعنت کروں یا ماروں تو اس کو پاک کر دے اور اس پر رحمت کر۔

[صحیح مسلم کتاب البر والصلة والادب. باب من لعنه النبی ولیس هو اهلا لها فهی له زکو ة واجر]

قول سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ''ولکن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لعن ابامروان ومروان فی صلبه'' کے متعلق امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ:

''ویروی انها بعثت الیٰ مروان تعتبه وتو نبه وتخبره بخبرفیه ذم له ولا بیه لا یصح عنه''

[البدایة والنهایة جلد۸، ص ۸۹، تذکرہ عبدالرحمن بن ابی بکر تحت ۵۸ھ]

یعنی جن روایات میں یہ مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے مروان رضی اللہ عنہ کو عتاب اور زجر وتوبیخ کی اور ایک ایسی خبر دی کہ جس میں مروان رضی اللہ عنہ اوران کے والد کے لیے مذمت مذکور تھی تو وہ روایات صحیح اور درست نہیں۔ مولانا تقی عثمانی صاحب نے ملک غلام علی صاحب کی مستدرک حاکم کے حوالے سے جس روایت (لعن اللّٰه الحکم وماولد) کی توثیق فرمائی تھی مفتی اعظم پاکستان مولانا ولی حسن صاحب نے ماہنامہ بینات کراچی (ربیع الثانی ۱۳۹۲ھ) میں اس کا جو بہترین تعاقب فرمایا ہے یہاں اس کا خلاصہ از قلم مفکر اسلام مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی نذر قارئین کیا جاتا ہے۔

''مستدرک میں اس قسم کی تین روایتیں مذکور ہیں ایک ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔ اس پر حافظ ذہبی رحمتہ اللہ علیہ نے اعتراض فرمایا ہے کہ یہ منقطع ہے کیونکہ اس کا آخری راوی محمد بن زیاد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتا ہے۔ ان کا سماع ام المومنین رضی اللہ عنہا سے ثابت نہیں ہے۔

دوسری روایت حضرت عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ سے ہے اس میں ایک راوی ابوالحسن ہے جسے حافظ ذہبی نے مجہول لکھا ہے دوسرا راوی معز بن سلیمان ہے جو شیعہ ہے (جبکہ صاحب مستدرک امام حاکم خود بھی شیعہ ہیں۔ از راقم)

منقطع اور مجہول راوی کی روایت محدثین اور علمائے حدیث کے نزدیک قابل قبول نہیں ہے۔

امام حاکم نے دوسری روایت کو صحیح کہا ہے لیکن علمائے حدیث کے نزدیک یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ ان کی تصحیح کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔ اس لیے کہ انھیں اس بارے میں بہت تساہل ہے۔ چنانچہ حافظ ذہبی نے دونوں روایتوں پر اعتراض کر کے انھیں مردود قرار دیا ہے۔

تیسری روایت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ہے اسے بھی حاکم نے حسب عادت صحیح کہہ دیا ہے۔ حافظ ذہبی حاکم کا لفظ ''صحیح'' نقل کر کے اس کی غلطی واضح کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ:

اس روایت کا مدار احمد بن محمد الدشرینی پر ہے۔ جو ضعیف ہی نہیں بلکہ کذاب بھی ہے۔ ابن عدی اسے کذاب کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم بھی اسے ضعیف قرار دیتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ان کا پورا گھرانا روایت میں ضعیف ہے۔

اس روایت میں ایک راوی عبدالرحمٰن بن محمد ہے یہ مدلس ہے اور منکر روایتیں مجہول راویوں سے روایت کرتا ہے۔

مزید یہ کہ حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں بسلسلہ ترجمہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ اسی قسم کی چند اور روایتیں بھی نقل کی

ہیں اور سب پر نقد فرمایا ہے۔اس کے بعد فرماتے ہیں۔

قال ابن السکن یقال ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم دعا علیہ ولم یثبت ذالک.

[الاصابہ الجزء الا ول ص ۳۴۵]

ابن السکن نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت حکم رضی اللہ عنہ کو) بددعا دی تھی لیکن یہ بات ثابت نہیں ہے۔

اسی سلسلہ کی ایک روایت میں حافظ صاحب نے ایک راوی ضرار بن صرد کے رفض کو بھی ظاہر فرمایا ہے۔

جناب مفتی ولی حسن صاحب کی تنقید ختم ہوگئی جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ سند کے اعتبار سے ان روایتوں میں کوئی جان نہیں ہے اور یہ یقیناً سبائیوں کی وضع کی ہوئی جعلی کہانیاں ہیں۔اس کے بعد مجھے (یعنی حضرت سندیلوی رحمتہ اللہ علیہ) دولفظ اور عرض کرنا ہیں:

اگر بالفرض ہم ان سب جعلی روایتوں کو صحیح بھی تسلیم کرلیں تو بھی معترض کا مقصد حاصل نہیں ہوسکتا۔

اولاً......اس لیے کہ ان ہی روایتوں میں سے ایک روایت میں ''**الا المومنین منھم**'' (سوا ان کے مومن افراد کے) الفاظ بھی ہیں۔اس زیادتی کو حسب قاعدہ محدثین سب روایتوں میں تسلیم کرنا پڑھے گا اور اس کے بعد بات ختم ہوجاتی ہے کفر کی حالت میں لعنت کا مستحق ہر کافر ہوتا ہے اس میں کسی کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔(حضرت مروان رضی اللہ عنہ پر تو ان روایات کا اطلاق اس لیے بھی نہیں ہوسکتا کہ وہ اس وقت اپنے والد کی صلب میں تھے اور حضرت حکم رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کے وقت ان کی عمر صرف ۶ رسال تھی۔از راقم)۔مومن ہونے کے بعد جب وہ زائل ہوگئی تو اس پر طعن کرنے کے کیا معنی ہیں حضرت حکم وحضرت مروان رضی اللہ عنہم مومن تھے۔تو لعنت سابقہ کا ان پر کیا اثر پڑ سکتا ہے اور مومن ہونے کے بعد انھیں ملعون کہنا کس طرح جائز ہوگا؟

ثانیاً...... **بخاری شریف جلد اول کتاب الصلواۃ باب المراۃ تطرح عن المصلی (شیئا من الاذی. رقم الحدیث ۵۲۰**۔از راقم) میں مذکور ہے کہ نبی کریم نے پورے قبیلہ قریش کے لیے بددعا فرمائی جس کے الفاظ یہ ہیں:

(اللّٰھم علیک بقریش (اللّٰھم علیک بقریش ، اللھم علیک بقریش ۔یعنی **ثلاث مرات.** از راقم الحروف) اے اللہ قریش کو ہلاک کیجئے (تین مرتبہ فرمایا) کفر کی حالت میں ہلاکت کے معنی غضب الٰہی اور عذاب دائم میں مبتلا ہونے کے ہیں لعنت کے معنی بھی رحمت سے دور کرنے کے ہیں۔دونوں بددعاؤں کا ماحصل ایک ہی ہے۔

معترض (ملک غلام علی) صاحب فرمائیں کہ کیا وہ معاذ اللہ سب قریشیوں کو مغضوب علیہم سمجھتے ہیں۔واضح رہے کہ اس وقت تک قریش کی اکثریت مسلمان نہیں ہوئی تھی۔بنو ہاشم میں بھی بہت کم لوگ مسلمان ہوئے تھے۔اس کا جو جواب ان کی سمجھ میں آئے وہی ان کے اعتراض کا بھی قلع قمع کردے گا۔

ثالثاً......زیر بحث روایت میں ''لعن اللہ'' خبر ہے یا بددعا ہے؟

اگر بد دعا ہے تو لازم آتا ہے کہ وہ قبول نہیں ہوئی کیونکہ حضرت حکم رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کو ایمان نصیب ہوا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت فرمائی ہوتی تو ایمان کیسے نصیب ہو جاتا؟ اور اگر خبر ہے تو اشکال یہ ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر خلاف واقعہ کیسے ہو سکتی ہے حالانکہ یہ حضرت بھی ایمان لائے اور ان کی نسل میں لاکھوں مومن پیدا ہوئے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز (بن مروان بن حکم رضی اللہ عنہ) ایسے مومن کامل اور مجدد وقت بھی ان کی نسل میں پیدا ہوئے۔

ان امور سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ سند سے قطع نظر درایت بھی یہی بتا رہی ہے کہ معترض کی نقل کردہ روایتیں موضوع جعلی اور سبائی کارخانے کی تیار کی ہوئی ہیں۔

معترض علم اور فہم دین سے محروم ہونے کی وجہ سے اس قدر جری ہیں کہ انھوں نے ترجمان القرآن مئی ۱۹۷۱ء میں حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے لیے ''لعنت زدہ'' کا لفظ استعمال کیا۔ کاش انھیں اس حدیث نبوی کا علم ہوتا۔ جس میں فرمایا گیا ہے کہ کسی غیر مستحق لعنت پر لعنت کرنے سے وہ لعنت ''خود لاعن'' کی طرف واپس آجاتی ہے اور وہ ''لاعن'' کے ساتھ ساتھ ''ملعون'' بھی ہو جاتا ہے۔ مشکوۃ باب حفظ اللسان ص: ۴۱۳''

[اظہار حقیقت بجواب خلافت وملوکیت جلد اول ص ۲۶۷۔۲۶۹۔]

سخت حیرت ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مروان رضی اللہ عنہ کو نہ صرف برا کہنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے بلکہ خود بھی اپنے فتاویٰ (عزیزی کامل) میں دو مقامات پر حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی کے ساتھ ''علیه اللعنة'' اور ''شیطان'' تک کے الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

[فتاویٰ عزیزی کامل باب خلافت ص ۲۵۰، باب العقائد ص ۴۱۳، ۴۱۴]

امام حاکم نے حضرت حکم اور حضرت مروان رضی اللہ عنہم کے متعلق بروایت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اسے دعا وتبریک کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حق میں دعا فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ جب مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''**هو الوزغ ابن الوزغ، المعون ابن الملعون**''

وہ گرگٹ کا بیٹا گرگٹ ہے اور ملعون کا بیٹا ملعون ہے۔

[المستدرک کتاب الفتن والملاحم جلد ۴، ص ۴۷۹، تحت عنوان: ''اذابلغت بنوامیه اربعین ''حیواۃ الحیوان للدمیری اردو جلد اول ص ۲۱۱، جلد دوم ص ۴۲۹]

علامہ کمال الدین الدمیری (م ۸۰۸ھ) ایک دوسرے مقام پر ''الوزعة'' کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''الوزغة'' (واؤ، زا غین کے فتحہ کے ساتھ) اس سے مراد ایک معروف چوپایہ ہے اور وہ گرگٹ ہے گرگٹ اور

چھپکلی کی جنس ایک ہی ہے۔لیکن چھپکلی ،گرگٹ سے بڑی ہوتی ہے۔اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ گرگٹ موذی جانوروں میں سے ایک ہے۔حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گرگٹوں کوقتل کرنے کی اجازت طلب کی پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرگٹ کے قتل کا حکم دیا اوراس کا نام ''فوسیق'' (یعنی شیر) رکھ دیا اورفرمایا کہ گرگٹ حضرت ابراہیم کے خلاف آگ میں پھونکیں ماررہا تھا۔اس طرح کی دیگر روایات بیان کرنے کے بعد موصوف نے بحوالہ مستدرک مذکورہ بالا روایت(**الوزغ ابن الوزغ ، الملعون ابن الملعون** نقل کی) حیواۃ الحیوان اردو جلد دوم ص ۷۲۹۔

سخت تعجب ہے کہ صاحب نبراس مولانا عبدالعزیز پر ہاروی جیسے محقق عالم بھی امام حاکم پر اعتماد کر کے حدیث ''**الوزغ ابن الوزغ الملعون ابن الملعون**'' کوحضرت مروان رضی اللہ عنہ کی مذمت میں لکھ گئے کہ؛

''**وقول النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم حین اتی بہ للتحنیک ھوالوزغ ابن الوزغ الملعون ابن الملعون** ''**رواہ الحاکم فی صحیحہ.**

[**الناھیة عن طعن امیر المومنین معاویة رضی اللہ عنہ . ص ۴۵**]

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ (جب مروان کوتحنیک کے لیےلایا گیا) وہ'' **وزغ ابن وزغ اورملعون ابن ملعون** '' ہے۔اس کوحاکم نے اپنی صحیح (مستدرک) میں روایت کیا ہے۔

کسی اموی صحابی کے خلاف کسی روایت میں امام حاکم کا حوالہ آجائے تو اس کے تشیع کی وجہ سے اس روایت کے باطل ہونے کے لیےاتنی بات بھی کافی ہےلہٰذا یہ روایت قطعاً قابل تبصرہ نہیں ہے الفاظ کی ''بناوٹ'' ہی سے امام حاکم اورعلامہ دمیری کا اندرونی بغض ظاہر ہوجاتا ہے۔حضرت حکم رضی اللہ عنہ کے ہاں حضرت مروان رضی اللہ عنہ کی ولادت ہجرت کے دوسال بعد مکہ مکرمہ میں ہوئی جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مدینہ منورہ میں تھے۔علاوہ ازیں حضرت حکم رضی اللہ عنہ خود فتح مکہ کے موقع پر ۸ھ میں مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔کیا یہ ممکن ہے کہ ایک کافرشخص اپنے نومولود بچے کو مدینہ منورہ لاکر دعا وتبریک کے لیے اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرے؟

امام حاکم اوران کے ہم خیال حضرات کا ہر ہر زاویہ کے اعتبار سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ صریح بہتان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم رضی اللہ عنہ ومروان رضی اللہ عنہ کے بارے میں ''**الوزغ ابن الوزغ، الملعون ابن الملعون** کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

سبحانک ھذا بھتان عظیم.

امام حاکم کی جرات وناروا جسارت ملاحظہ ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان اورصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین پرمبنی اس روایت کو ''صحیح الاسناد'' کہہ کرمعتبر قرار دے رہے ہیں۔

امام ذہبی نے اسی روایت کے تحت اس کا یوں ''پول'' کھولا ہے کہ:

''قلت لا واللّٰہ و میناء کذبہ ابو حاتمہ''

میں کہتا ہوں: (کہ حاکم کی یہ بات درست نہیں ہے کہ یہ روایت صحیح ہے) اللہ کی قسم ایسی بات نہیں ہے اور اس روایت کے راوی ''میناء'' کو امام جرح وتعدیل ابوحاتم رازی نے جھٹلایا ہے۔

[تلخیص مستدرک جلد ۴، ص ۶۷۹ تحت روایت ،المغنی فی الضعفاء للذھبی ص ۲۹۱. الجزء الثانی تحت میناء ابن ابی میناء]

امام ابوحاتم رازی نے ''میناء'' کی تکذیب کے علاوہ یہ بھی لکھا ہے کہ:

''روی احادیث فی اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناکیر لایعبأ بحدیثہ کان یکذب''

[کتاب الجرح والتعدیل جلد ۴ ص ۳۹۵ قسم اول تحت ''میناء'']

''مینا'' (مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے بارے میں منکر احادیث بیان کرتا تھا لہٰذا اس کی حدیث کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا۔ وہ جھوٹ بولا کرتا تھا۔

ابن حبان ''میناء'' مولیٰ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''......وجب التنکب عن حدیثہ''　　[کتاب المجرو حین جزء ثانی ص ۳۲۵]

''میناء'' کی روایت سے اجتناب کرنا واجب اور الگ ہونا لازم ہے۔

حافظ ابن حجر ''میناء'' راوی کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

''قال الجوزجانی ا نکر الائمۃ حدیثہ لسوء مذھبہ قال ابن عدی انہ یغلو فی التشیّع قال یعقوب بن سفیان ان لایکتب حدیثہ''

[تھذیب التھذیب جلد ۱۰ ،ص ۳۹۷. تحت میناء ابن ابی میناء]

ائمہ حدیث نے ''میناء'' کے برے مذہب کی وجہ سے اس کی حدیث سے انکار کیا ہے۔ ابن عدی نے کہا: وہ شیعہ مذہب میں غلو رکھتا تھا اور یعقوب بن سفیان نے کہا: میناء کی روایت کو نہ لکھا جائے اور نہ اس سے روایت قبول کی جائے۔ دشمنان صحابہ نے ایک خاص مقصد کے تحت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ اور بنوامیہ کی مذمت میں احادیث وضع کر کے ان کی خوب اشاعت کی جن سے بعض علمائے اہل سنت بھی متاثر ہوئے جبکہ بعض تقیہ باز ''سُنّی وسلفی نما'' ''سِفلی''، رافضی وشیعی ''علماء'' نے اس کام میں دشمنان صحابہ کا خوب ہاتھ بٹایا۔ مگر محقق علمائے اہل سنت ہر دور میں ان کی سازشوں کو بے نقاب کر کے اپنا فرض منصبی ادا کرتے رہے۔

علامہ ابن قیم فرماتے ہیں کہ:

''......ومن ذالک الاحادیث فی ذم معاویہ وکل حدیث فی زمہ فھو کذب وکل حدیث فی

زم عمروبن العاص فھو کذب و کل حدیث فی ذم بنی امیة فھو کذب و کذلک احادیث ذم الولید و ذم مروان بن الحکم ''

[**المنار المنیف فی الصحیح و الضعیف فصل ۴۷، ص ۱۱۷**]

ان موضوع روایات میں سے وہ احادیث ہیں جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں منقول ہیں اور ہر وہ حدیث جو ان کی مذمت میں ہے دروغ اور جھوٹ ہے۔ اسی طرح ہر وہ حدیث جو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مذمت میں ہے جھوٹ ہے۔ اور ہر وہ حدیث جو بنو امیہ کی مذمت میں ہے وہ کذب وجھوٹ ہے۔ اسی طرح وہ احادیث جو ولید اور مروان بن الحکم رضی اللہ عنہم کی مذمت میں ہیں جعلی جھوٹی اور موضوع ہیں۔

حضرت ملا علی قاری نے بھی لعن وطعن پر مشتمل ان روایات کو موضوع قرار دیا ہے۔ چنانچہ موصوف فرماتے ہیں کہ؛

''ومن ذلک الاحادیث فی ذم معاویه رضی اللّٰه عنه وذم عمروبن العاص رضی اللّٰه عنه وزم بنی امیه وذم مروان بن الحکم رضی اللّٰه عنه ''

[موضوعات ملا علی قاری ص ۱۰۶ تحت فصل ومحاوضعہ جھلة المتنسبین الی السنة موضوعات کبیر (الاسرار المرفوعة فی اخبار الموضوعة) ص ۴۷۷، کوثر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ازمولانا عبدالعزیز پر ہاروی حصہ دوم تحت بحث احادیث موضوعہ بحوالہ ''مسئلہ اقربا نوازی۔ رحماء بینھم۔ مولفہ مولانا محمد نافع صاحب رحمتہ اللہ علیہ ص ۳۰۴۔۳۰۸]

سخت حیرت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بالخصوص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ معاصرت کے باوجود اس قسم کی احادیث سے آگاہ نہیں ہوسکے اگر وہ ان سے باخبر ہوتے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت مروان رضی اللہ عنہ کو اپنا داماد کیوں بناتے حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی رملہ کا عقد معاویہ بن مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیوں کرتے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی پوتی (زینب بنت حسن ثنی بن حسن رضی اللہ عنہ) کا نکاح حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے پوتے (ولید بن عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیوں ہوتا؟

حضرت حسن کی ایک دوسری پوتی (نفیسہ بنت زید بن حسن رضی اللہ عنہ) ولید بن عبدالملک بن مروان رضی اللہ عنہ حبالہ عقد میں کیوں کرآتیں؟

حضرت حسن کی ایک تیسری پوتی (خدیجہ بنت حسین بن حسن رضی اللہ عنہ) کا نکاح حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی الحارث بن حکم رضی اللہ عنہ کے پوتے (اسماعیل بن عبدالملک بن الحارث بن الحکم رضی اللہ عنہ) کے ساتھ کیوں ہوتا؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت مروان رضی اللہ عنہ کے خاندان میں سلسلہ مناکحت اور نسبی روابط کا جاری وقائم رہنا بھی مذکورہ اور زیر بحث روایات کے ''موضوع اور باطل'' ہونے پر مہر تصدیق ثبت کررہا ہے۔ اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ بنوامیہ اور حضرت مروان بن حکم رضی اللہ عنہ کے ساتھ ''کراہت بغض وعداوت اور لعن وطعن'' پر مبنی روایات روایتاً ودرایتاً لغو، منکر، باطل، موضوع اور ساقط الاعتبار ہیں۔

(جاری ہے)

مفتی عارف محمود☆ آخری قسط

کریڈٹ کارڈ- تعارف اور فقہی جائزہ

کریڈٹ کارڈ کے عدم جواز پر علماء کی آراء: اس بارے میں بھی اپنی طرف سے کوئی تحقیق پیش کرنے کے بجائے میں انہی علماء حضرات کی آراء اور تحقیق کو پیش کرنا زیادہ مناسب سمجھتا ہوں جنھوں نے اس کے عدم جواز پر مفصل کلام کیا ہے۔ ہمارے نزدیک ان علماء کی رائے زیادہ صائب ہے جو کریڈٹ کے عدم جواز کے قائل ہیں، دو وجوہات سے :۱- ایک تو صلب عقد میں سود کی شرط کے پیشِ نظر ۲- دوسرے تعامل کی وجہ سے کہ کارڈ لینے کے بعد اکثر لوگ سود میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے لکھا ہے کہ جس معاہدہ پر کارڈ ہولڈر اور بینک دستخط کرتے ہیں وہ فاسد ہے کیوں کہ اس میں فاسد شرط پائی جاتی ہے، وہ یہ کہ وقت متعینہ پر رقم کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں اضافی رقم دینی ہوگی اور جس نے فاسد معاہدہ طے کیا وہ صرف طے کرنے ہی سے گناہ گار ہو جاتا ہے، چاہیے حامل کارڈ ''سود'' دے یا نہ دے، اس لیے کہ جمہور کے نزدیک مالی لین دین میں فاسد شرط اس کو فاسد کر دیتی ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب نے حنابلہ کے مذہب کا ذکر بھی کیا ہے کہ ان کے نزدیک شرط فاسد سے عقد فاسد نہیں ہوتا، عقد صحیح ہوتا اور شرط خود فاسد ہو جاتی ہے، جب کہ مروجہ اسلامی بینکوں کے سلسلہ میں بعض حضرات نے حنابلہ کے مسلک کو پیش نظر رکھ کر جواز کے قول کو اختیار کیا ہے اور مسلم شریف میں وارد: '' من اشترط شرطاً ليس في كتاب الله فهو باطل و إن كان مائة شرط''. اور صحیحین میں وارد حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے استدلال بھی کیا ہے، لیکن چوں کہ یہ سب معاملات سودی ہیں، یا کم از کم شبہ ربا موجود ہے، اس لیے جمہور ہی کا قول احوط اور اسلم ہے۔ پھر ظاہری بات ہے کہ بینک کا مقصد صرف اور صرف نفع کمانا ہے، لوگوں کو خاص طور سے مسلمانوں کو سہولیات فراہم کرنا اس کا مقصد اوّلین نہیں، چناں چہ نفع کمانے کے لیے بینک نے طرح طرح کے حیلے ایجاد کر رکھے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔ ڈاکٹر زحیلی صاحب کریڈٹ کارڈ کے شرعی حکم کے تحت رقم طراز ہیں کہ اس کارڈ کے ذریعہ لین دین حرام ہے، اس لیے کہ یہ سودی قرضہ کے معاہدہ پر مشتمل ہوتا ہے اس کا حامل اسے قسط وار سودی فائدے کے ساتھ ادا کرتا ہے۔ (۹۴)

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب کریڈٹ کارڈ وغیرہ میں جو مقررہ مدت کے بعد زائد سودی رقم وصول کی جاتی ہے اس کے بارے میں لکھتے ہیں کہ حقیقت یہ ہے کہ پندرہ روز کی مدت (بعض جگہ ایک مہینہ یا چالیس دن کی مدت) کے بعد ادائیگی کی صورت میں جو زائد رقم ادا کی جاتی ہے وہ سود ہے، سود خور کی نفسیات یہی رہی ہے کہ پہلے قرض دو تاکہ لوگ ہنسی خوشی نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر اسے لے لیں اور جب وقت پر ادا نہ کر سکے تو زائد ادائیگی کی شرط پر مہلت دے دو، زمانہ جاہلیت میں ربا کا یہی طریقہ کار مروج تھا جسے ربا نسیئہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ اس لیے حقیقت یہ ہے کہ قرض پر لی جانے والی زائد رقم سود میں داخل ہے، سود کا لینا بھی حرام ہے اور دینا بھی، اس لیے کریڈٹ کارڈ کا حاصل

کرنا اصولی طور پر جائز نہیں ہے اور اس سے جو جائز سہولتیں متعلق ہیں وہ ڈیبٹ کارڈ سے حاصل ہو جاتی ہیں، اس لیے عام حالت میں اس کارڈ کے حصول کو ضرورت قرار نہیں دیا جا سکتا ہے، یہ خیال ہو سکتا ہے کہ اگر پندرہ دنوں کے اندر ہی رقم ادا کر دی جائے جس پر کوئی سود نہیں لیا جاتا تو اس لحاظ سے اسے جائز ہونا چاہیے لیکن یہ بات درست نظر نہیں آتی، کیوں کسی معاملے کے جائز ہونے اور نہ ہونے کا مدار صرف نتیجہ پر نہیں ہوتا، بلکہ معاملہ طے پانے کی کیفیت پر ہوتا ہے، یہاں صورتِ حال یہ ہے کہ کریڈٹ کارڈ کا حامل اور بینک آپس میں معاہدہ کرتے ہیں کہ ایک خاص مدت کے بعد قرض واپس کرتے ہوئے سود بھی ادا کرنا ہوگا، گویا معاملہ میں سود کا لین دین شروع سے شامل ہے اس لیے یہ معاملہ اپنے آغاز ہی سے نادرست قرار پائے گا۔مولانا رحمانی صاحب نے مزید لکھا ہے کہ آج کل کاروبار کے دائرے کے وسیع ہو جانے کی وجہ سے بینک کے مختلف کارڈ کا استعمال بڑھتا جا رہا ہے، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس سلسلہ میں شرعی احکام وحدود کو ملحوظ رکھیں۔(۹۵)

مفتی اعظم تیونس شیخ محمد مختار سلامی صاحب کریڈٹ کارڈ کی حرمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس قسم کو اکثر معاصر فقہاء نے حرام قرار دیا ہے، لیکن بعض فقہاء نے اس صورت کو حرمت سے مستثنیٰ قرار دیا ہے کہ جب صاحب کارڈ یہ التزام کرے کہ وہ مطلوبہ رقم یکمشت اور وقت پر جمع کرے گا، کیوں کہ وہ اس عزم سے شرط کو ساقط کر دینے والا ہوگا اور شرط ساقط ہونے پر معاملہ درست ہوتا ہے، اس لیے جس بنیاد پر یہ صورت حرام قرار پاتی ہے وہ ہے تاخیر سے رقم کی ادائیگی میں سود کا عائد کیا جانا جو یہاں متحقق نہیں ہوتی۔لیکن میری رائے اس کے برعکس ہے، میرے خیال میں چوں کہ اس صورت میں کارڈ ہولڈر کو عقد کے وقت ہی معلوم ہوتا ہے کہ تاخیر کی صورت میں اس کو اضافی سود ادا کرنا ہوگا، کیوں کہ یہاں ثمن میں سود کی شرط ہے، اس لیے یہ حرام ہے، اسی طرح صاحب کارڈ کے التزام کا معاملہ غیر معلوم ہے، کیوں کہ مستقبل میں وہ اسے پورا کر پائے یا نہ کر پائے، یہ معلوم نہیں، اس لیے کہ مطالبہ کے وقت فی الفور رقم کی ادائیگی اسی صورت میں ہو سکتی ہے جب اس کے پاس اتنی رقم مہیا ہو اور وہ حتمی صورت میں اتنی رقم کا مالک نہیں ہے، کیوں کہ رقم ابھی غیر موجود ہے۔(۹۶)

ان حضرات کے علاوہ پروفیسر عبدالمجید سوسوہ، پروفیسر الصدیق محمد الامین الضریر، فقہ اکیڈمی ہند اور اس کے اراکین میں سے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ مولانا محمد اعظم ندوی، المعہد الإسلامی حیدرآباد ہند کے شعبہ علمی کے رفیق مفتی سید اسرار الحق سبیلی، جامعہ مظہر العلوم بنارس یوپی کے استاذ مولانا خورشید انور اعظمی، دارالعلوم ندوۃ العلماء کے استاذ تفسیر وفقہ مولانا برہان الدین سنبھلی، مولانا زبیر احمد قاسمی، مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری پٹنہ کے قاضی مولانا عبدالجلیل قاسمی، مولانا عبداللطیف پالنپوری(۹۷) اور پاکستان کے علماء میں مفتی عبدالواحد صاحب (لاہور) وغیرہ نے مذکورہ معاملہ کو مقرر مدت پر رقم ادا نہ کرنے کی صورت میں اضافہ کی شرط فاسد کی وجہ سے عقد کو فاسد، جب کہ صلب عقد میں سود کے مشروط ہونے اور کریڈٹ کارڈ حاصل کرنے والوں کی اکثریت کے سود میں مبتلاء ہونے کے تعامل کی وجہ سے کریڈٹ کارڈ کو ناجائز اور حرام قرار دیا ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔

(۱) العثماني، المفتي محمدتقی حفظه الله، انعام الباري، كتاب الحوالات، کریڈٹ کارڈ: ٦ /٤٩١، ٤٩٢،

مكتبة الحراء كراتشي.

(٢) مجلّة مجمع الفقه الإسلامي، بطاقات الائتمان، نبذة تاريخية للبطاقات المصرفية: ٨ /١٠٦٣، ١٠٦٤، جده.

(۳) بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام، فقہ اکیڈمی، انڈیا، سوالنامہ، ص: ۱۵، دارالاشاعت کراچی، ۲۰۰۸ء۔

(۴) حوالا سابق، ص: ۸۳۔

(٥) الزحيلي، وهبة مصطفى، بطاقات الائتمان، تحت عنوان: "تقديم"، ص: ١، بحث ومحاظرة ألقاهالدورته الخامس عشرفي مسقط(سلطنة عمان)٢٠٠٤م.

(٦) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام، اسلامی فقہ اکیڈمی، انڈیا، ص: ۱۱۹، ۱۲۱، درالاشاعت کراچی ۲۰۰۸ء۔

(٧) الوثائق، الوثيقة (رقم: ١)بحث عن بطاقات الائتمان المصرفية والتكييف الشرعي المعمول به، في بيت التمويل الكويتي، اعداد: مركز تطوير الخدمة المصرفية، بيت التمويل الكويتي، بحث منشورفي مجلة مجمع الفقه الإسلامى بجدة: ٧ /٣٤٣.

(٨) أبو زيد، بكر بن عبد الله، بحث عن بطاقة الائتمان، ص: ٤، ٥، الطبعة الثانية: ١٤١٧هـ، السعودية.

(٩) بطاقات الائتمان للدكتورمحمدعلى القري بن عيد، نبذة تاريخية، بحث منشورفي مجلة المجمع الفقه الإسلامي بجده: ٧ /٢٩٣.

(١٠) بطاقات الائتمان البنكية في الفقه الإسلامي، ص: ٨، جامعة النجاح الوطنية، نابلس فلسطين، ٢٠٠٧م.

(۱۱) دیکھیے: کریڈٹ کارڈ کے شرعی احکام، مولانا محمد اسامہ، ص: ۳۱، ۳۲، دارالاشاعت کراچی، کریڈٹ کارڈ، تاریخ، تعارف، شرعی حیثیت، ڈاکٹر شاہتاز: ۱۴، اسکالرز اکیڈمی، گلشن اقبال کراچی ۱۹۹۸ء۔

(١٢) القري، محمدعلي بن عيد، بطاقات الائتمان: ٢، مجلة مجمع الفقه الإسلامي: ٧ /٤٩٣، ٢٩٤، جده.

(١٣) بطاقات الائتمان البنكية في الفقه الإسلامي، ص: ٨.

(١٤) بطاقات الائتمان للدكتور علي القري، ص: ٢، مجلةمجمع الفقه الإسلامي: ٧ /٢٩٤.

(١٥) بطاقات الائتمان لفتحى شوكت، ص: ٤.

(١٦) بطاقات الائتمان للدكتورعلي القري، ص: ٣.

(١٧) بطاقات الائتمان لفتحى شوكت، ص: ٨.

(١٨) بحث عن بطاقات الائتمان المصرفية والتكييف الشرعي المعمول به، في بيت التمويل الكويتي،
اعداد: مركز تطوير الخدمة المصرفية، بيت التمويل
الكويتي، بحث منشورفي مجلة مجمع الفقه الإسلامى بجدة: ٧ /٣٤٥.
(١٩) بطاقات الائتمان للدكتورعلي القري، ص: ٣، مجلّة مجمع الفقه الإسلامي: ٧ /٢٩٤.
(٢٠) بطاقة الائتمانلبكر بن عبد الله،ص:٥، وبطاقات الائتمان المصرفية والتكييف الشرعي المعمول
به، في بيت التمويل الكويتي،ص:٥.
(٢١) بطاقة الائتمان البنكية فيالفقه الإسلامي، ص: ٢٦.
(٢٢) البطاقات البنكية للدكتورأبي سليمان عبدالوهاب ،المصدرون للبطاقات عالمياً، ص: ٣٤، دارالقلم
دمشق٢٠٠٣ م، ١٤٢٤هـ.
(٢٣) المرجع السابق،ص:٣٦.
(٢٤) الأفريقي،ابن منظور،لسان العرب،تحت مادةب ت ق :١٠١/١،قديمى كراتشي.
(٢٥) البطاقات الائتمانية،تعريفها وأخذالرسوم على إصدارهاوالسحب النقدى بها:٢،١.
(٢٦) البطاقات الدائنية للعصيمي:٩٥.
The Concise Oxford Dictionoey(Printed in U.S.A Cretid Card PO272(27)
بحوالہ:البطاقات البنكية للدكتور
عبدالوهاب:٢٠.
(٢٨) المرجع السابق.
(٢٩) البطاقات الائتمانية للدكتورصالح بن محمدالفوزان ،ص:٢.
(٣٠)محيط المحيط لبطرس البستاني،ص:١٧،مكتبة لبنان بيروت.
(٣١)النظرية الاقتصادية ، أحمد جامع :٢ / ٢٤ ، دارالنهضة العربية ،القاهرة.
(٣٢)موسوعة المصطلحات الاقتصادية،ص:٣،مكتبة القاهرة الحديثية.
(٣٣)مجلة مجمع الفقه الإسلامي، ع ١٢، ج:٣:٦٧٦.
(٣٤)البطاقات البنكية:٦٦.
(٣٥)بطاقات الائتمان البنكية:٢٢.
(٣٦)بطاقات الائتمان المصرفية(بيت التمويل الكويتي)مجلة المجمع:٧ /٣٤٧.
(٣٧)البطاقات الائتمان البنكية ،للدكتورعبدالوهاب أبي سليمان،ص:٦٧.

(٣٨)بطاقات الائتمان للزحيلي: ١٠.

(۳۹) بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام،ص: ۵۰۔

(٤٠)بطاقات الائتمان البنكية في الفقه الإسلامي،ص: ٨١.

(٤١)بطاقة الائتمان للضرير،ص: ١١،مجلة مجمع الفقه الإسلامي: ١٢/ ١٤٣١.

(٤٢)بطاقات الائمان للقري،مجلة المجمع: ٧/ ٣٠٦، و بطاقات الائتمان البنكية،ص: ٨٠.

(۴۳) بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام،ص:۱۵۱،۱۵۳۔

(۴۴)بطاقات الائتمان للزحيلي ،ص: ٧ ،بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام،ص:۱۵۱،۱۵۳۔

(۴۵) بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام،ص:۲۵،۲۶۲،۲۴،۱۴۰،۸۶،۱۸۰،۱۸۱،۲۵۱۔

(۴۶) انعام الباری، کتاب الحوالات:۶/۴۹۱-۴۹۵۔

(٤٧)مجلة مجمع الفقه الإسلامي، ع ١٥: ٣/ ٧٧.

(۴۸) بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام،ص:۶۷۔

(۴۹) حوالہ سابق،ص:۲۵،۲۴۵۔اس بارے میں مزید اقوال اور دلائل راقم کی اس موضوع پر عنقریب طبع ہونے والی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

(٥٠)بطاقات الائتمان،ص: ٥٩.

(٥١)البطاقات البنكية،ص: ١٣٦.

(٥٢)مجلة مجمع الفقه الإسلامي ، ع ١٢، ٣: /٥٦٧.

(٥٣)قلعة جي،المعاملات المالية المعاصرة: ١١٧.

(٥٤)شرح منتهى الإرادات: ٢/ ٢٢٤.

(٥٥)الدرالمختارمع حاشية ابن عابدين ، كتاب البيوع،فصل في القرض: ٧/ ٤٠٦،دارالمعرفة.

(٥٦)الدكتورنزيه حماد،عقدالقرض في الشريعة الإسلامية،الفصل الثانى: ٤١-٤٥،دارالقلم،دمشق.

(٥٧)مجلة مجمع الفقه الإسلامي، ع: ٧: ١/ ٦٥١.

(٥٨)المرجع السابق: ١/ ٦٥١.

(٥٩)الجوانب الشرعية والمصرفية،ص: ٥٦.

(٦٠)مجلة مجمع الفقه الإسلامى: ١/ ٦٦٨.

(٦١)المرجع السابق: ١/ ٦٥٧.

(٦٢)حاشية ابن عابدين ،كتاب الحوالة : ١١/ ٤٣٢ دارالفكر.

(٦٣)المعاملات المالية المعاصرة:١١٦.

(٦٤)المرجع السابق.

(٦٥)مجلة مجمع الفقه الإسلامي ، ع ٧ ، ١ / ٦٦٤.

(٦٦)بطاقات الائتمان البنيكة،ص:٩٠.

(٦٧)الزيلعي ،فخرالدين عثمان بن علي ،تبيين الحقائق شرح كنزالدقائق ، كتاب الوكالة:٥ /٢٩٧،دارالكتب العلمية.

(٦٨)المرجع السابق،ص:٢٩٨،البطاقات البنكية ،ص : ١٩٩، ٢٠٠.

(٦٩)المصري،رفيق يونس،مجلة مجمع الفقه الإسلامي، الدورة :٧، ع ٧، : ١/ ٦٨٢ ، ١٩٩٢م.

(٧٠) المرجع السابق : ١ / ٦٦٨.

(٧١)المرجع السابق، ع ١٢،:٣/٦٥٨.

(٧٢)الاختيارلتعليل المختار:٢ ٣/.

(٧٣)محمد عبد الحليم : الجوانب الشرعية والمصرفية ،ص :٥٤.

(٧٤)الدسوقي:حاشية الدسوقي على الشرح الكبير :٣/ ٣٢٥.

(٧٥)مجلة مجمع الفقه الإسلامي ،ع:١٢،: ٣/ ٥.

(٧٦) الاختيار :٣/٥.

(۷۷)(٧٧)بطاقات الائتمان البنكية في الفقه الإسلامي ،ص:٩١،٩٢. مزید تفصیل کے لیے راقم کی اس موضوع پر عنقریب طبع ہونے والی کتاب ملاحظہ فرمائیں۔

(٨٧) مجلة مجمع الفقه الإسلامي ،عدد٧:١/ ٦٧٢.

(٧٩) المرجع السابق ،عدد٨ :٢/٦٤٤.

(۸۰)بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے احکام،ص:۱۵۹،۱۶۰،۲۴۵۔

(٨١)تبيين الحقائق :٤/ ٢٨١ دار المعرفة بيروت.

(٨٢)مجلة مجمع الفقه الإسلامي ،عدد٨:٢/ ٦٦٤.

(٨٣) بطاقات الائمتان البنكية في الفقه الإسلامي ،ص: ٩٣.

(٨٤) حماد نزيه، قضايا فقهية معاصرة،ص:١٤٦.

(٨٥) عمر، محمد عبد الحليم : الجوانب الشرعية ،ص: ٥٧.

(٨٦) مجلة ،مجمع الفقه الإسلامي ،عدد ١٢ ،٣/ ٦٦٠،٦٢٨.

(۸۷) بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام، ص:۱۹۳، ۲۱۸، ۲۳۷۔

(۸۸) حاشيةالصاوي على الشرح الصغير على أقرب المسالك مع الشرح الصغير :۳/ ٤٤٢.

(۸۹)الاشراف على مذاهب أهل العلم : ۱/ ۱۲۰ ،وزارة الاوقاف والشؤن الإسلامية ، قطر ،الطبعة الثانية : ١٤١٤ ه ـ ١٩٩٤م.

(۹۰)البطاقات البنكية ،ص؛ ١٨٦.

(۹۱) تحفة المحتاج :٥/ ٢٤٦ ،مغني المحتاج :٢/ ١٠.

(۹۲)البطاقات البنكية ،ص: ٢١٠.

(۹۳)المعايير الشرعية ،املائی افادات ١٤٢٠ ھ ، ص:١١٧.

(۹۴) بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام، ص:۷۰،۷۲۔

(۹۵) حوالہ سابق، ص:۸۸، ۸۹۔۷۷

(۹۶) حوالہ سابق، ص:۱۳۲۔

(۹۷) بینک سے جاری ہونے والے مختلف کارڈ کے شرعی احکام، ص:۹۲، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۸۳، ۱۸۵، ۲۳۰، ۲۳۷، ۲۵۹، ۲۶۲۔

مسافرانِ آخرت

● **مولانا مجاہد الحسینی مدظلہٗ کی اہلیہ کا انتقال:** رفیق امیر شریعت، مجلس احرارِ اسلام کے بزرگ رہنما، مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت کے بانی رکن حضرت مولانا مجاہد الحسینی مدظلہٗ کی اہلیہ محترمہ ۳۰ مئی ۲۰۱۵ کو فیصل آباد میں انتقال کر گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ انتہائی صالحہ خاتون تھیں اور تحریک ختمِ نبوّت کی خاموش رکن اور خادمہ تھیں۔ اُن پر تفصیلی مضمون آئندہ شمارے میں آئے گا (ان شاء اللہ)۔ مرحومہ نے بڑی استقامت کے ساتھ مولانا مجاہد الحسینی کا ساتھ دیا اور تحریکی زندگی میں اُن کا حوصلہ بڑھایا۔ مجلس احرارِ اسلام کے تمام مراکز میں اُن کے لیے دعاءِ مغفرت اور ایصالِ ثواب کا اہتمام کیا گیا۔ ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ، جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور سید محمد کفیل بخاری نے فون پر مولانا سے تعزیت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے (آمین)۔

● گزشتہ دنوں حضرت پیر جی عبدالحفیظ رائے پوری (چک 11/11L چیچہ وطنی) کی اہلیہ اور حافظ عبدالقادر کی نانی صاحبہ انتقال کر گئیں۔

● چیچہ وطنی جماعت کے قدیم معاون شیخ محمد سعید کیم رمضان ۱۸ / جون ۲۰۱۵ء کو انتقال کر گئے۔

● مرکزی مسجد عثمانیہ (چیچہ وطنی) کے خادم حافظ محمد شریف کے بھائی مستری محمد یار (تلمبہ) انتقال: ۲۷ / مئی ۲۰۱۵ء

قارئین سے درخواست ہے کہ تمام مرحومین کے لیے دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کا اہتمام فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ (آمین)

دعاءِ صحت

● مجلس احرار اسلام جھنگ کے سالار محمد اقبال مرزا کافی دنوں سے علیل ہیں۔ قارئین اُن کی صحت یابی اور تمام مریضوں کی شفایابی کے لیے رمضان میں خصوصی دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔ (ادارہ)

آغا شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ

بارگاہ رسالت مآب ﷺ

اک شخص سراپا رحمت ہے اک ذات ہے یکسر نورِ خدا
ہم ارض وسما کو دیکھ چکے لیکن کوئی اس جیسا نہ ملا

سجدے تھے جبیں تک آپہنچے، یثرب کی زمیں تک آپہنچے
ہم عین یقین تک آپہنچے، اے صلِّ علیٰ، اے صلِّ علیٰ

اس ذات پہ حجت ختم ہوئی، نبیوں کی شہادت ختم ہوئی
یعنی کہ نبوت ختم ہوئی، پھر کوئی نہ اس کے بعد آیا

سورج نے ضیاء اس چشم سے لی، اس نطق سے غنچے پھول بنے
اٹھا تو ستارے فرش پہ تھے، بیٹھا تو زمیں کو عرش کیا

اس نورِ مجسم سے پہلے، اس ذاتِ مکرم سے ہٹ کر
تاریخ کے ظلمت زاروں میں جو عقدہ تھا عقدہ ہی رہا

ہم ایسے فقیروں کی زد میں دولت بھی رہی حشمت بھی رہی
اُس در سے ہمیں جب نسبت ہے، دارا و سکندر چیز ہیں کیا

سیرت کے درخشاں موتی ہیں، اصحاب مدینہ رولتے ہیں
سینا پہ گئے تو کچھ نہ ملا، جو کچھ بھی ملا یثرب سے ملا

جب دوش پہ گیسو کھلتے ہیں، والّیل کی شرحیں ہوتی ہیں
لولاک لما کے سانچے میں اک نورِ مجسم ڈھل کے رہا

اونٹوں کے چرانے والوں نے اس شخص کی صحبت میں رہ کر
قیصر کے تبختر کو روندا، کسریٰ کا گریباں چاک کیا

☆......☆......☆

محمد فیاض عادلؔ فاروقی (لندن)

تقابلِ ادیان (اسلام و قادیانیت)

دینِ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الگ　　اِس میں صبر و جہاد
دینِ مُرتَد الگ　　اُس میں مکر و فساد
اِس میں عاقب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی　　اِس میں صدیقؓ ہے
اُس میں کاذب نبی　　اُس میں زندیق ہے
اِس میں ماحی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول　　اِس میں فاروقؓ ہے
اُس میں جَعلی رسول　　اُس میں صندوق ہے
اِس میں مہدیؑ مسیحؑ　　اِس میں عثمانؓ ہے
اُس میں دھوکہ صریح　　اُس میں قدیان ہے
اِس میں علم و صلوٰت　　اِس میں حضرت علیؓ
اُس میں بس تاویلات　　اُس میں ہندی نبی

اِس کا عادل نظام
وہ فرنگی غلام

پروفیسر خالد شبیر احمد قسط:۴۹

ورق ورق زندگی

ایک رات بزرگوں کی یاد:

پندرہ نومبر ۲۰۰۹ء کو میں رات کے تقریباً ۸،۹ بجے امین پور بازار میں شیخ بشیر احمد صاحب کی دکان ''بشیر کلاتھ ہاؤس'' میں بیٹھا ان سے گفتگو کر رہا تھا۔ وہ مجلس احرار اسلام کے دیرینہ کارکن مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی، شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے دوست اور انجمن تاجرانِ فیصل آباد کے صدر تھے۔ میں جب بھی فیصل آباد جاتا ان سے ملاقات ضرور کرتا اور اکثر و بیشتر ہماری گفتگو کا موضوع اکابرِ احرار ہی ہوتے۔ اس رات بھی وہ مجھے قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ سنا رہے تھے کہ ایک دفعہ میں ان سے روٹھ گیا۔ دکان پر آتے تو میں اُن سے کہتا کہ آپ سے تو میں روٹھا ہوا ہوں اور آپ پھر بھی میرے پاس آجاتے ہیں آخر کیوں؟ قاضی صاحب نے کہا کہ روٹھے ہوئے ہو تو میں تمھیں منانے کے لیے کیوں نہ آؤں؟ اور میں بھی تو اسی لیے روٹھا تھا کہ وہ مجھے منائیں۔ ایک دن قاضی صاحب آئے اور کہا کہ آج میں تمھیں منانے کے لیے نہیں آیا، بلکہ اپنے رضا کار کو حکم دینے کے لیے آیا ہوں کہ آج رات کو سمندری میں میری تقریر ہے اور تمھیں بھی ہر صورت حاضر ہونا ہے۔ شیخ بشیر صاحب کہتے ہیں کہ اب تو حکم تھا چنانچہ میں نے ایک کار کا انتظام کیا اور تقریر سننے کے لیے سمندری پہنچ گیا۔ قاضی صاحب کو ملا تو کہنے لگے کہ مجھے فیصل آباد لے چلو اور رات کا قیام آپ کے گھر ہوگا۔ چنانچہ میں انھیں گھر لے آیا، صبح ناشتہ کیا، پھر جب میں انھیں اڈے پر چھوڑ کر گھر آیا تو میری والدہ نے مجھے بلایا اور کہا کہ یہ شخص کون تھا جو ہمارے گھر میں بطور مہمان ٹھہرا؟ میں نے جواب میں کہا کہ میرے لیڈر، میرے محسن قاضی احسان احمد شجاع آبادی تھے۔ میری والدہ نے کہا کہ اس شخص نے تو مجھے حیران کر دیا، صبح جب میں اٹھی اور گھر کی صفائی کرنے لگی تو یہ اٹھ کر آئے اور میرے قدموں پہ اپنے ہاتھ رکھ کر بڑے ادب اور احترام سے کہنے لگے کہ: اماں جی آج اس گھر کی صفائی مجھے کرنے دیں، آپ آرام کریں۔ میری حالت اس وقت یہ تھی کہ میرے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل سکا، حیران تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ پھر تمھارے لیڈر نے چپکے سے جھاڑو لے کر صفائی شروع کر دی۔ یہ واقعہ سنا تو میری آنکھوں میں آنسو بھر آئے، میں نے سوچا کہ جب بھی ہمارے لیڈر جلسہ گاہ میں آتے ہیں تو لوگ ان کے ساتھ اپنی والہانہ محبت و عقیدت کا خوب اظہار کرتے اور ان کی شان میں نعرے بلند کرتے ہیں، اپنی پذیرائی پر فخر و تکبر سے بچنے کا علاج ایسے کاموں سے کرتے۔ اس واقعہ کے بعد میں نے انھیں امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ سنایا جو مجھے قاضی احسان احمد شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے داماد (جن کا نام ذہن سے اتر چکا ہے) نے ریل گاڑی میں سفر کے دوران سنایا تھا۔ ایک مرتبہ پشاور میں امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر تھی۔ تقریر کے بعد پشاور کے ایک مخلص اور پرانے احرار رضا کار نے

امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ سے اصرار کیا کل آپ نے دوسرے محلّہ میں تقریر کرنی ہے اور اس لیے آپ پشاور سے نہیں جاسکتے۔ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: میں نے تو کل سفر کرنا ہے اور کسی دوسرے شہر میں میری تقریر ہے، اسی وجہ سے میں یہاں مزید قیام نہیں کرسکتا۔ رضا کار اصرار کر رہا ہے اور امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ انکار کرتے جا رہے ہیں۔ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے رضا کار کو کہا کہ تم یہ کیوں نہیں سمجھتے کہ میں نے وعدہ کیا ہوا ہے۔ لوگ میرے انتظار میں ہوں گے، بھلے مانس میں کیسے تمہاری خواہش پوری کرسکتا ہوں؟ رضا کار نے کہا کہ اچھا اگر آپ میری بات نہیں مانتے تو پھر میرا بھی آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے میں بھی آپ سے روٹھ جاؤں گا۔ چنانچہ شاہ صاحب تو اپنے سفر کو روانہ ہوگئے۔ جب دوبارہ کچھ عرصے بعد پشاور آئے تو وہ رضا کار شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کے لیے نہیں آیا اور اس رضا کار کی افغان چپل کی دکان تھی۔ شاہ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن میں بھی تھا کہ وہ روٹھا ہوا ہے۔ پشاور کا جو بھی رضا کار شاہ جی کو ملنے کے لیے آتا شاہ جی اس کا نام لے کر پوچھتے کہ اسے معلوم نہیں کہ میں پشاور آیا ہوا ہوں۔ رضا کار کہتے کہ اسے معلوم ہے، ہم نے اسے کہا کہ آؤ شاہ جی کو مل آئیں وہ کہتا ہے کہ تم جاؤ میں آجاؤں گا، رضا کار روٹھا ہوا تھا وہ نہ آیا۔ قاضی صاحب کے داماد نے کہا کہ یہ واقعہ خود اُس رضا کار نے مجھے سنایا کہ رات کو میں تقریر تو سن کے آگیا لیکن شاہ جی کو ملا نہیں تھا۔ اُس نے بتایا کہ دوسرے دن میں حسبِ معمول اپنی دکان پر چپل بنانے میں مصروف تھا اور میری آنکھیں نیچے تھیں۔ جب میں نے نظریں اٹھائیں تو دیکھا کہ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ میری دکان کے دروازے پر نہ جانے کب سے کھڑے میری طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے جب اچانک انھیں دیکھا تو وہ دونوں ہاتھ جوڑ کر میرے سامنے کھڑے تھے اور کہہ رہے تھے دیکھو میں ہاتھ جوڑ کر تم سے معافی مانگتا ہوں اور اب جب تک تم مجھ سے معانقہ نہیں کرو گے میں پشاور سے واپس نہیں جاؤں گا۔ کبھی بیٹے بھی اپنے باپ سے ایسے روٹھتے ہیں؟ قاضی صاحب کے داماد نے بتایا کہ رضا کار اٹھا اور اٹھ کر شاہ جی کے پاؤں پر ڈھیر ہوگیا اور اس نے بلک بلک کر رونا شروع کردیا۔ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ نے ہی اسے چپ کرایا، تانگہ دکان کے سامنے کھڑا تھا اسے کہا کہ چلو میرے ساتھ سٹیشن مجھے چھوڑ کر آؤ۔ اس نے دکان بند کردی اور شاہ جی کے ساتھ سٹیشن تک گیا۔ شاہ جی نے روانہ ہونے وقت اسے کچھ رقم دی اور کہا کہ آج گھر میں میرے بچوں کو میری طرف سے کچھ لے کر دینا۔

اب آپ بتائیں کہ جب احرار رہنما احرار رضا کاروں کے ساتھ یہ رویہ اختیار کیے ہوئے تھے تو پھر رضا کار اُن کے حکم پر جان قربان کیوں نہ کرتے۔

اب انھیں ڈھونڈو چراغ رخ زیبا لیکر

شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ امیر شریعت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں درست کہا تھا کہ:

''شاہ جی سمجھنے سمجھانے کی نہیں پیار کرنے کی شخصیت ہیں''

اور قاضی صاحب بھی تو شاہ جی کی ہی شخصیت کا پرتو تھے۔ بچپن میں ان کے والد محترم نے انھیں امیر شریعت

کے سپرد کر دیا تھا۔ وہ ان کی ہی تربیت میں پروان چڑھے پھر امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کی شخصیت کا پرتو ان میں نظر نہ آتا؟ یہ سب لوگ ایسے ہی تھے کہ جن کے بارے میں کہا جا سکتا ہے:

ہوش و حواس وجد میں آکے اچھل پڑے
دیکھا انھیں تو شوق کے سب دیپ جل پڑے
گذرے کہیں سے ایک بھیڑ ساتھ تھی
رکتے قدم بھی دیکھتے ہی ان کو چل پڑے
مصحف پہ ان کے نور کی بارش کو دیکھ کر
جذبے دلِ عشاق کے یکدم اچھل پڑے
مدت ہوئی کہ نظروں سے وہ دور ہوگئے
ساحل پہ اپنے ذہن کے ان کی ہی چھل پڑے

سید محمد ذوالکفل بخاری کی مکہ مکرمہ میں شہادت:

ہم دونوں اکابر کی بہترین یادوں میں کھوئے ہوئے تھے کہ اچانک میرے موبائل کی گھنٹی بجی۔ حافظ محمد علی مرحوم (جو کہ مرکز احرار چناب نگر کے ایک فعال اور مخلص کارکن تھے) نے سلام کے بعد کہا کہ:

''سید محمد ذوالکفل بخاری مکہ معظّمہ میں ٹریفک حادثے میں شہید ہوگئے ہیں اور اُن کی تدفین بھی وہیں میں ہوگی۔''

یہ جانکاہ خبر سن کر ہم دونوں شدید غم اور صدمے کیفیت میں سے دوچار ہوگئے جو بیان سے باہر ہے۔ بار بار یہ خیال دل و دماغ میں وارد ہوتا کہ اتنا عظیم سانحہ......ابھی کل ہی کی تو بات ہے کہ میں ان کی شادی کی تقریب میں شامل تھا اور آج یہ شہادت......قدرت کے کھیل بھی کتنے عجیب ہوتے ہیں؟ پھر یہ بھی خیال آیا کہ میں ان کے خاندان کے افراد سے تعزیت بھی کر پاؤں گا یا نہیں۔ یہ سانحہ صرف امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان کا ہی نہیں ہے بلکہ پاکستان کے علمی وادبی حلقوں کے لیے بھی ایک ایسا صدمہ ہے جسے لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے، وہ ایک گوہر یکتا تھے۔ زُہد وتقویٰ کے حوالے سے بھی منفرد اور علم وفضل کے حوالے سے بھی بے مثل، ایسی علمی شخصیت کہ جن کے علم کا احاطہ ہی مشکل امر ہے۔ اس اندوہناک خبر نے کر کچھ لمحے کے لیے ہم دونوں پر غم کیفیت طاری کر دی، بہر حال پھر میں شیخ بشیر صاحب سے اجازت لے کر گھر آیا اور اپنے چھوٹے بھائی نصیر سے رابطہ کر کے ملتان جانے کا پروگرام بنایا۔

دوسرے دن ملتان کے لیے ہم دونوں بھائی سفر کر رہے تھے تو میں سارا راستہ یہی سوچتا رہا کہ سید محمد کفیل بخاری صاحب اور ان کے والد محترم پروفیسر وکیل شاہ صاحب اور حضرت پیر جی مدظلہٗ کا سامنا کیسے کر پاؤں گا؟ وہ انتہائی افسردہ اور غمگین ہوں گے، کن الفاظ سے تعزیت کروں گا؟ جب ہم دونوں بھائی دارِ بنی ہاشم پہنچے تو میرا یہ حال تھا کہ سوائے انا اللہ

وانا الیہ راجعون کے اور کچھ نہ کہہ پایا، تسلی کا کوئی دوسرا لفظ نہ کہہ سکا۔ جیسے سارے الفاظ منہ میں ہی منجمد ہو کے رہ گئے ہوں۔ لوگوں کا ہجوم سید وکیل شاہ صاحب کے اردگرد چار پائیوں پر بیٹھا غم واندوہ میں ڈوبا نظر آیا۔ سوگوار فضا نے ہر ایک فرد کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا۔ وکیل شاہ صاحب صبر واستقامت کا پہاڑ بنے بیٹھے تھے۔ ادھر پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ صاحب ہر آنے والے کو صبر کی تلقین کرتے نظر آئے۔ ان کے لبوں پر تو ''انا اللہ وانا الیہ راجعون'' اور ''صبر'' کے سوا کچھ نہ تھا۔ وہ خود رونے والی کی ڈھارس بندھاتے اور میں یہ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ اس خانوادے پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے کہ اتنے بڑے سانحے اور صدمے پر بھی شرعی حدود سے تجاوز کہیں نظر نہیں آتا۔

امیر شریعت رحمتہ اللہ علیہ کے خاندان سے دیرینہ تعلق خاطر ہے اور اسی تعلق کی وجہ سے میں ان کی ہر خوشی اور غم میں شریک رہا۔ سید محمد کفیل بخاری صاحب کی شادی میں بھی شرکت کا موقع ملا اور سید محمد ذوالکفل بخاری شہید رحمتہ اللہ علیہ کی شادی میں بھی۔ سید محمد ذوالکفل بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی شہادت کے موقع پر بھی ان کے درمیان تھا، یہ حضرات خوشی ہو یا کہ غم دونوں صورتوں میں شرعی حدود سے تجاوز نہیں کرتے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ. حالانکہ ہمارے معاشرے میں یہی دو مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ لوگ جذباتی ہو کر شرعی حدود پھلانگ جاتے ہیں۔ مجھے ہر مرتبہ ایسے ماحول میں ایمان کی تازگی کا احساس ہوا۔ راضی بہ رضائے الٰہی منہ سے کہہ لینا آسان سی بات ہے لیکن عملاً اس کا مظاہرہ کرنا بہت مشکل امر ہے لیکن اس عظیم خاندان کے لیے یہ مشکل نہیں ہے۔

مجھے سید محمد ذوالکفل بخاری شہید رحمتہ اللہ علیہ کے پاس بیٹھنے کے مواقع بہت کم میسر آئے۔ مرحوم ومغفور ۱۹۶۹ء میں پیدا ہوئے اور میں مارچ ۱۹۶۹ء کو گورنمنٹ کالج سول لائن ملتان سے ایس۔ ای کالج بہاولپور چلا گیا، بہاول پور سے بھی کئی مرتبہ ملتان آتا جاتا رہا۔ لیکن معمول کے مطابق سید ابوذر بخاری رحمتہ اللہ علیہ، سید عطاء المحسن بخاری رحمتہ اللہ علیہ اور سید عطاء المومن شاہ صاحب سے فیض یاب ہوتا رہا، کفیل شاہ صاحب بھی ان دنوں اپنے گھر کے دوسرے افراد کے ساتھ مدرسہ خیر المدارس میں تعلیم حاصل کر رہے تھے اور وہیں پر ایک کرائے کے مکان میں رہائش پذیر تھے۔ سید محمد ذوالکفل بخاری شہید رحمتہ اللہ علیہ تو ان دنوں اپنی والدہ ماجدہ کی گود میں ہوں گے، پھر جب جوان ہوئے اور زیورِ علم وفضل سے آراستہ ہو کر عملی زندگی میں داخل ہوئے تو ان دنوں میں گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں تھا۔ بہر حال ملتان تو پھر بھی آنا جانا رہا اور اس طرح کبھی کبھی سید ذوالکفل شہید رحمتہ اللہ علیہ سے بھی ملاقات ہو جاتی۔ میں نے تو انھیں صرف پڑھا ہے۔ اہل علم حضرات نے جو کچھ ان پر تحریر کیا ہے ان تاثرات کو پڑھ کے میں حیران رہ جاتا ہوں کہ کیسا عبقری انسان تھا۔ پھر ان کی اپنی تحریریں بھی جو کہ سید محمد کفیل بخاری صاحب کے ''نقیب ختم نبوت'' کے اس نمبر میں جو شہید کے نام منسوب ہے، میں یکجا کر دی ہیں، انھیں بھی غور سے پڑھا تو ایک بات واضح ہو کر سامنے آئی کہ اس موت کا صدمہ ان کے خاندان کو ہی نہیں ہوا اور یہ نقصان صرف خاندانِ امیر شریعت کا ہی نہیں بلکہ پورے معاشرے کا ہے اور خاص طور پر علم وادب کے پرستار لوگ جو

اس موت پر نوحہ خواں نظر آئے ہیں اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ سید محمد ذوالکفل بخاری شہید رحمتہ اللہ علیہ بہت بڑے انسان، علم دوست، فہم وفراست کا استعارہ، علمیت اور شعریت کا نقطہ کمال، فکر و دانش، تحقیق و تفحص اور زہد وتقویٰ کی ایک خوبصورت تصویر تھی جو نظروں سے تو دور ہوگئی لیکن اہل علم حضرات کے ذہن وقلب پر نقش ہوگئی ہے۔ جو مقام سید محمد ذوالکفل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے علمی وادبی حلقوں میں پیدا کیا تھا وہ مقام ان کے دلوں میں زندہ رہے گا اور وہ ان کی صلاحیتوں کے اظہار کے لیے انھیں سراہتے رہیں گے۔ یہی ان کا ہم پر حق ہے اور وہ اس کے ہر حوالے سے مستحق بھی ہیں۔ ایسے لوگ صرف آنکھوں سے اوجھل ہوتے ہیں مرتے نہیں ہیں، میں نے سید محمد ذوالکفل شہید کی شہادت پر دو نظمیں کہی تھیں جن میں سے صرف چند اشعار نذر قارئین ہیں:

ہر اک کمال اوج پہ تھا ان کی ذات میں — وہ شخص لاجواب تھا جملہ صفات میں
ذوالکفل کو ملا تھا وہ حسن و جمالِ فکر — روشن تھا مثل ماہ وہ تاریک رات میں
ہے عکس ریز دل پہ میرے اس کی چاندنی — وہ چاند ضو فشاں ہے شبِ مشکلات میں
بے مثل خاندان کا بے مثل تھا وہ فرد — نہ ڈگمگایا وہ کبھی راہِ ثبات میں
قبضہ میرے شعور پہ خالد اُسی کا ہے — چرچا ہے جس کی موت کا کل کائنات میں

☆☆☆

شاعر ادیب اور محقق تھا بے گماں — افکارِ دینِ حقہ کا بے مثل ترجماں
اطوار جس کے سیرتِ اطہر سے بہرہ مند — علم وعمل کی دنیا کا فرزندِ ارجمند
اس دورِ انحطاط میں اک دیدہ ور تھا وہ — دنیائے شعر وعمل میں کامل نظر تھا وہ
گہری نظر تھی اس کی علوم وفنون پر — تھا ناز اس کو دولتِ عشق و جنوں پر
دنیائے ذوق و شوق کا بے مثل شہر یار — احرار جس کی موت پہ ہیں سارے اشکبار

خالد ہر اک سمت سے آتی ہے یہ صدا

''ویران ہے میکدہ خم و ساغر احرار ہیں — تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے''

جاری ہے

❄......❄......❄

حافظ عبید اللہ　　(قسط:۵)

حضرت مہدی علیہ الرضوان اور مرزا قادیانی
چند غلط فہمیوں اور تلبیسات کا ازالہ

ایک قادیانی شبہ اور اس کا جواب

دوستو! جیسا کہ آپ جانتے ہیں ہمارا موضوعِ سُخن وہ ایک خاص شخصیت ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ نے ''المھدی'' کے لقب سے ذکر فرمایا ہے اور جن کی علامات میں یہ بیان فرمایا ہے کہ وہ میری عترت اور میری بیٹی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے، ان کا نام میرے نام جیسا اور والد کا نام میرے والد کے نام جیسا ہوگا، وہ خلیفہ بھی ہوں گے اور زمین پر حکومت کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونے کے بعد سب سے پہلی نماز انہی کی اقتداء میں ادا فرمائیں گے، لیکن جماعت قادیانیہ کی عادت ہے کہ وہ عوام الناس کے دلوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کے لئے کچھ روایات پیش کرتے ہیں جہاں ''مہدی'' کا لفظ کسی خاص شخصیت کے لقب کے طور پر نہیں بلکہ اپنے لغوی معنوں یعنی ''ہدایت یافتہ'' کے لئے آیا ہے اور پھر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ دیکھو انہیں ''مہدی'' کہا گیا ہے، مثال کے طور پر آج کل کے قادیانی مربی مسند احمد کے حوالے سے ایک حدیث پیش کرتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

''عن ابي هريرة رضى الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم ، قال : يوشك مَن عاش منكم أن يلقى عيسىٰ بن مريم اماماً مهدياً وحَكماً عدلاً ، فيُكسر الصليب ويقتل الخنزير وتُوضع الجزية ، وتضع الحرب أوزارها '' نبی کریم ﷺ نے (اپنی امت سے خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: قریب ہے کہ تم میں سے جو زندہ رہے وہ مریم کے بیٹے عیسیٰ (علیہما السلام) سے ملے جو کہ ایک ہدایت یافتہ امام اور انصاف کرنے والے حاکم ہوں گے، پس آپ صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، اور جزیہ رکھ دیا جائے گا (یعنی آپ جزیہ قبول نہیں فرمائیں گے بلکہ ہر کافر کو اسلام قبول کرنا ہوگا) اور (آخر کار) جنگ اپنے ہتھیار پھینک کر ختم ہو جائے گی۔

(مسند احمد، حدیث نمبر 9323، جلد 15، صفحہ 187، طبع مؤسسۃ الرسالۃ)

اس حدیث شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''ہدایت یافتہ قائد'' کہا گیا ہے جس کے لئے عربی میں ''اماماً مهدياً'' کے لفظ بولے گئے ہیں، قادیانی ان الفاظ سے دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی امام مہدی ہیں۔

جواب

اس قادیانی شبہ کا مختصر جواب تو اتنا ہی کافی ہے کہ اس حدیث میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ''امام مہدی'' کہا گیا

ہے نہ کہ ''مرزا غلام احمد بن چراغ بی بی'' کو، پھر یہ حدیث تمہارے کس کام کی؟، باقی رہی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ''امام مہدی'' کا لفظ بولا گیا ہے تو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ امام ہیں، نبی کریم ﷺ نے اور بھی بہت سے لوگوں کے بارے میں لغوی معنوں میں ''مہدی'' کا لفظ فرمایا ہے، چند مثالیں پیش خدمت ہیں:۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی:۔

''**الھم ثبته و اجعله ھادیاً مھدیاً**'' اے اللہ اسے ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادے۔

(صحیح بخاری: حدیث نمبر 3020)

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے بارے میں ارشاد نبوی ہے:۔

''**الھم اجعله ھادیاً مھدیاً واھد به**'' اے اللہ انہیں ہدایت دینے والا ہدایت یافتہ بنادے اور ان کے ذریعے سے ہدایت دے۔

(سنن ترمذی: حدیث نمبر 3842)

نبی کریم ﷺ نے خلفاء راشدین کے بارے میں فرمایا:۔

''**فعلیکم بسنتي وسنة الخلفاء المھدیین الراشدین**'' تم میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو پکڑے رکھنا۔

(سنن ابی داود واللفظ له: حدیث نمبر 4607، سنن الترمذی: حدیث نمبر 2676)

آپ نے دیکھا کہ حضرت جریر بن عبداللہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے لئے نبی کریم ﷺ نے یہ دعا فرمائی کہ ''اے اللہ! انہیں مہدی بنادے''، نیز خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کو بھی ''مہدی'' کہا گیا لیکن یہاں یہ لفظ صرف اپنے لغوی مفہوم یعنی ''ہدایت یافتہ'' کے لئے استعمال ہوا ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو امام مہدی کہا گیا ہے اُس سے مراد وہ خاص شخصیت نہیں جن کا لقب ''المہدی'' ہے بلکہ وہاں بھی لغوی معنیٰ میں ہی آیا ہے کیونکہ دوسری بہت سی احادیث صحیحہ میں اُن خاص ''مہدی'' کا تعارف بیان ہوا ہے اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہیں بلکہ خاندان بنی ہاشم کے چشم و چراغ ہیں۔

کدعه یا کرعه؟ مرزا قادیانی کا ایک اور دھوکہ

محترم قارئین! آپ پہلے مرزا قادیانی کی تحریریں ملاحظہ فرما چکے جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ''مہدی کے بارے میں جس قدر احادیث ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں''، پھر اُس نے دھوکہ دینے کے لئے ''**لا مھدی الا عیسیٰ**'' والی روایت کو ''نہایت صحیح'' لکھا، اب آیئے مرزا قادیانی کے ایک اور فریب پر نظر ڈالتے ہیں، ایک جگہ مرزا نے عنوان قائم کیا ہے ''ایک اور پیشگوئی کا پورا ہونا'' اور پھر اس کے نیچے لکھتا ہے:۔

''چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی جس میں اس کے تین سو تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا، اس لئے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ وہ پیشگوئی آج پوری ہوگئی''

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رخ 11، صفحہ 324)

آپ نے دیکھا! کس طرح مرزا قادیانی نے اُن ''مجروح، مخدوش اور ضعیف'' حدیثوں میں سے جن میں سے ''ایک حدیث بھی صحیح نہیں تھی'' ایک اور ''حدیث صحیح'' ڈھونڈ ھ نکالی، اب آیئے مرزا نے اس ''حدیث صحیح'' کا جو حوالہ دیا ہے وہ بھی پڑھ لیں:۔

''شیخ علی حمزہ ملک الطّوسی اپنی کتاب جواہر الاسرار میں جو سنہ 840ھ میں تالیف ہوئی تھی مہدی موعود کے بارے میں مندرجہ ذیل عبارت لکھتے ہیں۔ درار بعین آمدہ است کہ خروج مہدی از قریہ کدعہ باشد۔ **قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یخرج المھدي من قریة یُقال لھا کدعه ویصدقه اللہ تعالیٰ ویجمع اصحابه من اقصی البلاد علی عدۃ اھل بدر بثلاث مائة وثلاثة عشر رجلاً ومعه صحیفة مختومة (أی مطبوعة) فیھا عدد اصحابه باسمائھم وبلادھم وخلالھم** یعنی مہدی اس گاؤں سے نکلے گا جس کا نام کدعہ ہے (یہ نام دراصل قادیان کے نام کو معرّب کیا ہوا ہے) اور پھر فرمایا کہ خدا اس مہدی کی تصدیق کرے گا اور دور دور سے اس کے دوست جمع کرے گا جن کا شمار اہل بدر کے شمار سے برابر ہوگا یعنی تین سو تیرہ (313) ہوں گے اور ان کے نام بقید مسکن وخصلت چھپی ہوئی کتاب میں درج ہوں گے''۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، رخ 11، صفحات 324، 325)

دوستو! اس کے بعد مرزا قادیانی نے اس روایت کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اپنے تین سو تیرہ (313) خاص مریدوں کے نام نمبروار لکھے ہیں (رخ 11 کے صفحہ 325 تا 328)، اور مزے کی بات مرزا کے ان تین سو تیرہ مریدان با صفا میں سے کئی ایسے بھی نکلے جو بعد میں مرزا قادیانی پر لعنت بھیجنے لگے جن میں خاص طور پر مرزا کی تیار کردہ لسٹ میں نمبر 159 پر لکھا نام ''ڈاکٹر عبدالحکیم خان۔ پٹیالہ'' کا ہے (دیکھیں مرزا کی لسٹ: رخ 11، صفحہ 327) ان صاحب کو آج بھی جماعت قادیانیہ ''ڈاکٹر عبدالحکیم مرتد'' کے نام سے یاد کرتی ہے۔

اس سے پہلے کہ ہم اس روایت کی صحت پر بات کریں، مرزا قادیانی نے اپنی اس تحریر میں جو دھوکے اور فریب دیے ہیں ان پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

دھوکہ نمبر 1: ہم نے پہلے حوالہ پیش کیا جس میں مرزا قادیانی نے شیعہ کے بارے میں کہا کہ:۔

''شیعہ مذہب اسلام کا مخالف ہے۔ اوّل۔ شیعہ کا عتقاد ہے کہ جبرائیل وحی لانے میں غلطی کھا گیا ہے۔ دوم۔ صحابہؓ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے بعد حاصل ہوئے تھے اُن کے نزدیک معاذ اللہ مسلمان نہ تھے۔ سوم۔

قرآن شریف جو اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب ہے اور جس کی حفاظت کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ کر چکا ہے، شیعہ کے اعتقاد کے موافق قرآن شریف اصلی نہیں ہے.....الخ''

(ملفوظات، جلد 1، صفحات 96و97)

لیکن یہاں یہی مرزا ایک شیعہ ''علی حمزہ طوسی'' کے حوالے سے ایک روایت پیش کر رہا ہے اور پھر اس روایت کو ''حدیث صحیح'' بھی بتا رہا ہے۔

دھوکہ نمبر 2: مرزا قادیانی نے دعویٰ کیا کہ ''کدعہ'' دراصل ''قادیان'' کو معرّب کیا ہوا ہے، معرّب کا معنی ہے کسی غیر عربی لفظ یا کلمہ کو جس کا عربی میں تلفظ مشکل ہو عربی الفاظ میں ڈھالنا، مثال کے طور پر ''چین'' کے لفظ میں جو حرف ''چ'' ہے یہ عربی میں نہیں پایا جاتا اس لئے عربی میں چین کو ''الصین'' کہتے ہیں، اب مرزا کی کارستانی دیکھیں اس کی پیش کردہ اس بے سروپا روایت میں پہلے تو ''کدعہ'' (دال کے ساتھ) نہیں بلکہ ''کرعہ'' (راء کے ساتھ) ہے جسے مرزا نے کمال ہوشیاری سے بدل دیا (ہم آگے اس روایت کو بے سروپا ثابت بھی کریں گے اور یہ بھی بتائیں گے کہ اس میں لفظ کرعہ ہے نہ کہ کدعہ)، پھر ''کدعہ'' سے ''قادیان'' بنانے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا کہ لفظ ''کدعہ'' اصل میں ''قادیان'' کو عربی میں ڈھالا گیا ہے جبکہ ''قادیان'' کو ''معرّب'' کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں اسے عربی میں بھی ''قادیان'' بولا اور پڑھا جا سکتا ہے، پھر عجیب بات ہے کہ ''ق'' اور ''ک'' یہ دونوں حروف عربی کے ہیں پھر نہ جانے وہ کون احمق تھا جس نے ''قادیان'' کو عربی میں ڈھالتے ہوئے ''ق'' کو ''ک'' سے بدلنے کی ضرورت محسوس کی اور بجائے ''قدعہ'' کے ''کدعہ'' بنایا؟، اگر ایسا ہی ہے تو پھر ''قادیان'' کا اصل تلفظ ''کادیان'' بنتا ہے جس سے ''کادیانی'' مربی بہت چڑتے ہیں کیونکہ یہ ''کید'' کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

دھوکہ نمبر 3: شیعہ مصنف علی طوسی کی تحریر کے اندر یہ الفاظ ہیں ''**ومعہ صحیفۃ مختومۃ فیھا عدد اصحابہ باسمائھم**''، جس کا ترجمہ ہے کہ اُس (مہدی) کے پاس ایک سربمُہر صحیفہ ہوگا جس میں اس کے ساتھیوں کے نام لکھے ہوں گے، یعنی عبارت کے سیاق وسباق سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جب وہ مہدی ظاہر ہوگا تو یہ صحیفہ اس کے پاس پہلے سے ہوگا، اس میں یہ کہیں نہیں کہ اس صحیفہ میں وہ تین سو تیرہ نام خود مہدی کسی پرنٹنگ پریس سے طبع کروائے گا، لیکن مرزا قادیانی نے ان عربی الفاظ میں اپنی طرف سے (ای مطبوعۃ) کا اضافہ کیا تا کہ یہ دھوکہ دیا جائے کہ وہ مہدی خود اپنے مریدوں کے نام کسی پریس سے پرنٹ کروائے گا، یہ بالکل ویسا ہی قادیانی فراڈ ہے جیسا احادیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق شہر کے مشرقی حصہ میں سفید مینار کے پاس نازل ہوں گے یعنی وہ مینار نزول عیسی علیہ السلام سے پہلے ہی موجود ہوگا، لیکن مرزا نے اس حدیث کو اپنے اوپر چسپاں کرنے کا یہ طریقہ نکالا کہ اپنی زندگی کے آخری حصہ میں چندہ اکٹھا کر کے قادیان میں ایک مینار بنوانا شروع کیا جو اس کی موت تک بھی ابھی نامکمل تھا اور اسے جماعت قادیانیہ ''منارۃ المسیح'' کے

نام سے یاد کرتی ہے۔

دھوکہ نمبر 4: مرزا قادیانی نے شیعہ مصنف کی جس ''جواہر الاسرار'' نامی کتاب کا حوالہ دیا ہے اس میں بھی لفظ ''کرعہ'' ہے نہ کہ ''کدعہ'' (اگر کسی کاتب نے غلطی سے کسی ایک نسخے میں کرعہ کو کدعہ لکھ دیا ہو تو اس کا علم نہیں) اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ ایران کے ''کتاب خانہ ملی'' کی ڈیجیٹل لائبریری کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہے جس کا ایڈریس یہ ہے:

http://dl.nlai.ir

جب سائٹ کھل جائے تو ''سرچ'' میں کتاب کا نام ''جواہر الاسرار'' لکھیں اور جو نتائج سامنے آئیں ان میں سب سے پہلی کتاب کو کھول کر اس کا صفحہ نمبر 96 دیکھیں وہاں لفظ ''کرعہ'' لکھا ہے اور ہونا بھی یہی چاہیے کیونکہ ''جواہر الاسرار'' کے مصنف علی طوسی نے ''اربعین'' کا حوالہ دیا ہے جس سے مراد غالباً ابونعیم اصفہانیؒ کی کتاب ''الاربعون حدیثاً فی المهدي'' ہے، ہم نے یہ کتاب دیکھی تو اس میں ''ساتویں نمبر'' پر یہ روایت موجود ہے اور اس میں لفظ ''کرعہ'' ہے نہ کہ ''کدعہ'' نیز علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے اپنی کتاب ''العرف الوردی فی أخبار المهدی'' میں حافظ ابونعیم اصفہانیؒ کی کتاب میں بیان کردہ روایات کو مختصر طور پر ذکر کیا ہے اور ان کے علاوہ مزید روایات بھی ذکر کی ہیں اس میں بھی لفظ ''کرعہ'' ہے نہ کہ ''کدعہ'' (دیکھیں: العرف الوردی فی أخبار المهدی، صفحہ 82، روایت نمبر 84، طبع دار الکتب العلمیۃ، بیروت)۔

پھر شیعہ مصنف علی طوسی کی کتاب ''جواہر الاسرار'' کے اسی صفحے پر جہاں سے مرزا نے یہ روایت پیش کی ہے امام مہدی کے بارے میں یہ حدیث بھی لکھی ہے کہ:۔

''یکون اختلاف عند موت خلیفة فیخرج رجل من بني هاشم من المدینة حتی یأتي مكة فیخرج الیه جیش من الشام فیستخرجه الناس من بیته وهو كاره حتی یبایعوه بین الركن والمقام''

ایک خلیفہ کی موت کے بعد اختلاف ہوگا (کہ اب خلیفہ کسے بنایا جائے۔ ناقل) تو بنی ہاشم کا ایک شخص مدینہ منورہ سے نکل کر مکہ آئے گا، شام کا ایک لشکر اس کی طرف خروج کرے گا تو لوگ اسے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کریں گے (یعنی اس کی بیعت کرنا چاہیں گے) لیکن وہ ایسا نہیں چاہے گا، آخر کار لوگ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان اس کی بیعت کریں گے۔　　　(جواهر الاسرار، قلمی نسخہ، صفحات 95و96، کتاب خانہ ملی ایران/ ڈیجیٹل)

یہ الفاظ مرزا قادیانی کو نظر نہیں آئے یا اُس نے جان بوجھ کر اس لئے نقل نہیں کیے کہ اس طرح وہ ''نقلی اور جعلی'' مہدی ثابت ہوتا تھا کیونکہ نہ وہ ہاشمی اور نہ اس نے کبھی مکہ و مدینہ کا مُنہ دیکھا اور نہ اس نے بیت اللہ کے سائے میں کسی سے بیعت لی۔

(جاری ہے)

ابومعاویہ تنویر الحسن احرار

سالانہ ختمِ نبوت کورس (ملتان)

مجلس احرار اسلام اپنے قیام ۱۹۲۹ء سے ہی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور منکرین ختم نبوت کے تعاقب میں سرگرمِ عمل ہے۔ ۱۹۳۴ء میں احرار تبلیغ کانفرنس قادیان اور قادیانیوں کے مرکز میں مجلس احرار اسلام کے فاتحانہ داخلہ اور شعبۂ تبلیغ تحفظ ختم نبوت کا قیام عمل میں لایا گیا۔ جس میں علماء اور عوام الناس کی عقیدہ ختم نبوت اور ردِّ قادیانیت کے محاذ پہ تربیت کی جاتی تھی اور علماء کے قلوب واذہان میں دلائل کے انبار جمع کر دیے جاتے۔ شعبہ تعلیم کے سرخیل مبلغ اوّل مولانا عنایت اللہ چشتی چکڑالوی، مولانا لال حسین اختر اور مولانا محمد حیات جیسے عظیم مجاہدین ختم نبوت تھے جن کی للکار آج بھی گونج رہی ہے۔

تقریباً ۸۶ رسال کے عرصے سے مجلس احرار اسلام اُمت کی طرف سے یہ فرض ادا کر رہی ہے اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے تعاقب میں مبلغین کی ایک بہت بڑی جماعت تیار کر کے امت کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔ ''فہم ختم نبوت خط کتابت کورس'' کے ذریعے ملک بھر میں مسلمانوں کو عقیدۂ ختمِ نبوّت کے بنیادی عقیدے اور قادیانی ٹولے کے دجل وفریب سے آگاہی دی جارہی ہے۔

مدارس دینیہ میں رجب المرجب کے آخر میں امتحانات کے بعد چھٹیاں ہوتی ہیں اور مختلف مدارس میں تربیتی کورسز کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ مجلس احرار کے زیرِ اہتمام ملتان میں وسیع پیمانے کے انتظامات کر کے کورس ترتیب دیا جاتا ہے، گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی ۲۴ رمئی تا ۲۸ رمئی فہمِ ختمِ نبوّت کورس کا انعقاد کیا گیا۔ جید علماءِ کرام، مبلغین ختم نبوت ممتاز دانشوروں نے شرکاءِ کورس کو اسباق پڑھائے۔ ملتان میں تین جگہ کورس کا اہتمام کیا گیا تھا۔ مرکز احرار دار بنی ہاشم کی وسیع مسجد ختم نبوت، جبکہ باقی ذیلی مراکز ٹمبر مارکیٹ کی مسجد الخلیل اور کینٹ میں مسجد تقوٰی تھے۔

امیر احرار ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی سرپرستی اور دعائیں اس مبارک عمل میں مسلسل شاملِ حال رہیں۔ کورس میں ملتان کے گردونواح کے علاوہ خیبر پختونخواہ، تلہ گنگ، کشمور (سندھ) کے احباب نے شرکت کی۔

۲۴ رمئی اتوار صبح ۸ ربجے افتتاحی نشست میں شرکاءِ کورس کو مبادیات ختم نبوت کے عنوان پہ نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری (نائب امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان) نے درس دیا۔

دوسری نشست: ۳ ربجے تا نمازِ عصر محاسبۂ قادیانیت اور مجلس احرار اسلام کے عنوان پہ سید محمد کفیل بخاری نے گفتگو فرمائی۔

تیسری نشست: بعد نماز مغرب ہوئی جس میں ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے عقیدۂ ختم نبوت قرآن کتب سابقہ کی روشنی میں، کے عنوان پہ پُرمغز گفتگو فرمائی۔

چوتھی نشست: ۲۵ رمئی سوموار میں مرکز احرار چناب نگر کے خطیب مولانا محمد مغیرہ، مرکزی ناظم تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان

نے عقیدہ ختم نبوت قرآن وسنت کی روشنی میں، کے عنوان پہ اسباق پڑھائے اور قادیانیوں کی طرف سے آیت خاتم النبین میں پیش کیے جانے والے شکوک وشبہات کا جواب دلائل وبراہین کے ساتھ احسن طریقے سے سمجھایا۔

چوتھی نشست میں ۱۰؍بجے سے ساڑھے گیارہ راقم الحروف نے شرکاءِ کورس کو مدعیان نبوت اور مرزا غلام قادیانی کے تعارف کے حوالے سے آگاہی دی۔

پانچویں نشست: ۳؍بجے سہ پہر، مولانا محمد مغیرہ مدظلہٗ نے آیاتِ ختم نبوت پر درس دیا اور آیات مع حوالہ تفسیر وتشریح لکھوائیں۔ جبکہ ۴؍بجے راقم نے طلباء کو دعاوی مرزا کے بارے میں درس دیا۔

چھٹی نشست: بعد نماز مغرب مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی صاحب نے بہت ہی عمدہ انداز میں ''مغربی فکر وفلسفہ'' کا تعارف کرایا۔

ساتویں نشست: ۲۶؍مئی منگل کے روز مولانا محمد مغیرہ مدظلہٗ نے احادیث ختم نبوت اور آثار واقوال صحابہ رضی اللہ عنہم بسلسلہ عقیدہ ختم نبوت کے عنوان پر اسباق پڑھائے۔ ۱۰؍بجے سے ۱۱:۳۰؍بجے تک راقم نے قادیانیوں کے اعتراضات اور ان کے مدلل جوابات پہ بات کی۔

آٹھویں نشست: ۳؍بجے تا ۴:۳۰؍بجے تک مولانا محمد مغیرہ مدظلہٗ نے عقیدۂ حیات عیسیٰ علیہ السلام کی مبادیات پڑھائیں۔ ۴:۳۰؍سے عصر تک راقم کی بعنوان ''قادیانیوں کی امت مسلمہ، اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشیں'' گفتگو ہوئی۔

نویں نشست: میں مغرب کے بعد مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی حفظہ اللہ نے، جدیدیت کا تعاقب اور ان کی پہچان کو موضوع گفتگو بنایا۔

دسویں نشست: ۲۷؍مئی بروز بدھ سے مولانا حافظ عبیداللہ سلمان حفظہ اللہ (فاضل جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ) نے تفصیل کے ساتھ قادیانی گروہ کے خدوخال اور ان کی شرانگیزیوں کے حوالے شرکاءِ کورس کو آگاہ کیا۔

۱۰؍بجے سے ۱۱:۳۰؍بجے تک سابق قادیانی رہنما مبلغ ختمِ نبوت جناب بھائی محمد آصف نے قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دینے کا طریقہ اپنے قبول اسلام کی روداد بیان کی۔

گیارھویں نشست: ۳؍بجے شروع ہوئی جس میں مولانا عبیداللہ سلمان نے قادیانیوں سے گفتگو کا طریقہ اور ان کی جانب سے اٹھائے جانے والے اعتراضات کے جوابات پڑھائے۔ مولانا مغیرہ نے ۴؍بجے سے عصر تک حیات عیسیٰ علیہ اسلام پر دلائل قلم بند کروائے۔

بارھویں نشست: نماز مغرب کے بعد ہوئی جس میں مولانا عبیداللہ سلمان اور مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی نے مختلف موضوعات پہ سیر حاصل گفتگو کی۔

تیرھویں نشست: ۲۸؍مئی بروز جمعرات کورس کا آخری دن تھا صبح ۸؍بجے سے ۱۰؍بجے تک، مولانا مغیرہ نے حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اہلسنت والجماعت کا عقیدہ اور شکوک وشبہات کے رد کے عنوان پہ اسباق پڑھائے۔

دن ۱۰؍بجے سے ۱۱:۳۰؍بجے تک احقر نے مرزا غلام قادیانی کی امت مسلمہ، انبیاء کرام علیہ السلام، صحابہ کرام علیہ الرضوان ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا کی توہین پر مبنی عبارات اور ان کے حوالہ جات مرزا قادیانی کی کتب سے شرکاء کو لکھوائے۔

چودھویں نشست: ۳/بجے شروع ہوئی مولانا محمد مغیرہ نے قادیانیوں سے مناظرے کا انداز اور مباحثے کا طریقہ اپنے تجربے اور اکابر کی روایات کی روشنی میں پڑھایا۔

۴/بجے سے عصر تک احقر نے ''دفاع ختم نبوت ضروری کیوں'' عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کیسے کریں؟ مجلس احرار اسلام کا تعارف اور محاسبہ قادیانیت کے حوالے سے پڑھایا۔

پندرھویں نشست: بعد نماز مغرب مجلس ذکر ہوئی حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے شرکاءِ کورس اور عوام الناس کو ذکر اللہ کروا کر تطہیرِ قلب کا سامان کیا۔ مجلس ذکر کے بعد مجاہد ختم نبوت مولانا محمد علی جالندھریؒ (سابق صدر مجلس احرار اسلام پنجاب) کے جانشین و فرزند حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری دامت برکاتہم العالیہ ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان نے انتہائی پرتاثیر علمی گفتگو سے فیض یاب کیا۔

سولہویں نشست: تحفظ ختم نبوت سیمینار اور شرکاءِ ختم نبوت کورس میں تقسیم اسناد کی تھی جو بعد نماز عشاء بارانِ رحمت کے برسنے کے دوران شروع ہوئی۔

تقریب تقسیم اسناد کے احوال سے پہلے مسجد الخلیل اور مسجد تقویٰ کے کورسز کی مختصر روئیداد حسبِ ذیل ہے۔ دار بنی ہاشم کے کورس کے ساتھ شہر کے احباب کے لیے ۲/اور مقامات پر بھی کورس شروع کیا گیا۔ مسجد الخلیل لطیف آباد میں منگل ۲۶/ مئی بعد نماز مغرب احقر (تنویر الحسن) نے عقیدۂ ختم نبوت قرآن وسنت اور اقوال و آثار صحابہ علیہ الرضوان کی روشنی میں اور مرزائیوں کا تعارف کے عنوان پر گفتگو کی علاقہ کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔

جبکہ مسجد تقویٰ ملتان کینٹ میں مولانا محمد مغیرہ اور بھائی محمد آصف نے شرکاءِ کورس اسباق پڑھائے۔

۲۷/مئی بدھ بعد مغرب مسجد الخلیل میں مولانا محمد مغیرہ اور قاری محمد آصف نے، اور مسجد تقویٰ میں مولوی سید عطاء المنان بخاری اور احقر نے شرکاءِ کورس کو قادیانیوں کے دجل وفریب سے آگاہ کیا۔

۲۸/مئی کو عشاء کے بعد ختم نبوت سیمینار منعقد ہوا۔ قاری ظفر شہزاد اور قاری محمد قاسم گجر نے نعتیہ کلام پیش کیا۔ وکیلِ ختم نبوت جناب عبداللطیف خالد چیمہ صاحب، نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری، مولانا زبیر احمد صدیقی مہتمم جامعہ فاروقیہ شجاع آباد، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کے بیانات ہوئے۔

اجتماع کے آخر میں نواسۂ امیر شریعت سید محمد کفیل بخاری نے مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کو پانچویں بار ناظم اعلیٰ وفاق المدارس منتخب ہونے پہ استقبالیہ پیش کیا۔

پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری نے شرکاءِ کورس میں انعام اور اسناد تقسیم کیں اور قاری محمد حنیف جالندھری کی اختتامی دعا کے ساتھ کورس اختتام پذیر ہو گیا۔

☆......☆......☆

روح افزا
SHARBAT
اور کیا چاہیئے!

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ 28 نومبر 1961ء

مدرسہ معمورہ

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ حفظ وناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے درجہ خامسہ تک تعلیم جاری ہے
★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ

اور دارلاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔
تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے
تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے
صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

رابطہ
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

ترسیلِ زر
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 0278-37102053
یو بی ایل، ایم ڈی اے چوک ملتان

الداعی الی الخیر ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

بولان کا خالص

سرکہ سیب

(ایکسٹرا کوالٹی)

- دل کے بند والوں کو کھولتا ہے۔
- کولیسٹرول کو کم کرتا ہے۔
- ہاضمہ کو درست رکھتا ہے۔
- موٹاپے کو کم کرنے کیلئے بہترین دوا ہے۔
- گلے کی خراش اور بلغم ختم کر کے جسم کو صحت مند اور خوبصورت بناتا ہے۔
- رنگت نکھارتا ہے۔

Regd # QA/F/31

BOLAN'S®

Bolan Fruit Products
P.O.Box 285 Quetta
email: bfpq_asif@yahoo.com